رجسٹرڈ آصفیہ نمبر (۱۸۰)

رجسٹرڈ ڈاکخانہ نمبر

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

مملکت

ہفتہ وار

ایڈیٹر

میر حسن الدین بی اے، ال ال بی (عثمانیہ)

شرح چندہ
سالانہ .... لـعـہ
ششماہی .... ـعـہ
سہ ماہی .... عـہ

شرح چندہ
سالانہ .... لـعـہ
ششماہی .... ـعـہ
سہ ماہی .... عـہ

قیمت فی پرچہ (۲/)

قیمت پرانا پرچہ (۴/)

جلد (۲) | ۱۲ر شہریور ۱۳۵۱ف | ۳ر رجب المرجب ۱۳۶۱ھ | ۱۸ر جولائی سنہ ۱۹۴۲ء شنبہ | نمبر (۱۴)

قومی حکومت کے معنے

وائسرائے کی کونسل کے فرائض

ہندوستان کی معاشی صورت حال

اخبار "ٹائمز آف انڈیا" جو کاملے[؟] ... کی اشاعت میں شائع ہوتا ہے۔ وائسرائے کی اگزیکٹیو کونسل کی موجودہ ہیئت کی نسبت تحریر کرتا ہے کہ۔

"کرپس مشن کی ناکامی سے جو تعطل پیدا ہو گیا تھا وہ دور ہوگیا۔ وائسرائے کی کونسل میں مزید توسیع عمل میں آئی جس میں غیر سرکاری ہندوستانی ارکان کو اکثریت حاصل ہے کمانڈر انچیف کے علاوہ وزارت دفاع پر ایک ہندوستانی کا تقرر یہ ظاہر کرتا ہے کہ وائسرائے کی جدید کونسل کرپس کی اسکیم کے مطابق کام کرے گی۔ اب ارکان کونسل کا یہ کام ہے کہ اپنی ذمہ داریوں سے کما حقہ عہدہ برآ ہوں۔ اگر وہ اپنے اس کام کی اہمیت کو محسوس کریں جو ان کے تفویض کیا گیا ہے اور اس کو انجام دینے کا عزم کریں تو کوئی چیز ان کے راستے میں حائل نہیں ہوسکتی۔ اس میں شک نہیں کہ کچھ دستوری تبدیلی ہوئی لیکن جنگ سے پیدا شدہ صورت حال سب پر غالب رہے گی۔ اور اس صورت حال سے نمٹنا ضروری ہے۔ کون اس بات کو پسند کرے گا کہ دستوری قیود ان لوگوں کے راستے میں حائل ہوں جو جنگ جیتنے کے لئے سب کچھ کرنے کا تہیہ کرچکے ہوں؟

وقت کی ضرورت

کونسل کے ارکان پر اس بات کا انحصار ہے کہ وہ کونسل کو جنگی کابینہ کی طرح چلائیں جو وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ اگر وہ ایسا کرنے میں ناکام رہے تو یہ ثابت ہوجائے گا کہ وہ اس فرض کی انجام دہی کے اہل نہیں تھے۔ ایسی ناکامی نہ صرف ملک کے لئے بلکہ اقوام متحدہ کے اغراض کے لئے بھی مہلک ثابت ہوگی۔ دستور سے جھگڑنا بے سود ہے۔ دستور تو انسان وقت کی ضروریات کے لحاظ سے بناتا ہے۔ ہم تاریخ کے ایک ایسے انقلاب انگیز دور سے گزر رہے ہیں جب کہ قدیم نصب العین بے معنے اور قدیم ضابطے اور ادارے فرسودہ ہوگئے ہیں۔ وہ جماعتیں اور اخبارات جو رائے عامہ پر قابو رکھتے ہیں حکومت اور عوام کے مابین خلیج پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔ اور یہ استدلال پیش کریں گے کہ موجودہ حکومت قومی حکومت نہیں ہے۔ ان شورشوں کو برپا کرنے والوں کا کامیاب ہونا یا نہ ہونا حکومت اور خاص کر اس کے ہندوستانی ارکان کے ہاتھ میں ہے۔ اگر حکومت کے ہندوستانی ارکان میں قیادت کی خصوصیات موجود ہوں ___ بصیرت، جرأت، دور اندیشی ___ تو ان کے لئے عوام کا اعتماد حاصل کرنا مشکل نہ ہوگا۔"

موجودہ صورت حال کی خصوصیت

قومی حکومت کا شور مچانے والوں سے پوچھنا چاہئے کہ قومی حکومت کیا ہے؟ اگر سوال صرف یہ ہے کہ حکومت کے سب ارکان ہندوستانی ہوں تو وائسرائے کی توسیع شدہ کونسل اس معیار سے بہت قریب ہے۔ چودہ میں سے گیارہ ارکان ہندوستانی ہیں۔ اگر گیارہ ہندوستانی جو دستوری اعتبار سے مساوی حیثیت رکھتے ہیں چار انگریزوں سے بہتری نہ کرسکیں تو وہ اعتماد کے قابل نہیں۔ اور ایسی حکومت جو صرف ایسے ارکان پر مشتمل ہو ملک کے لئے سودمند نہیں۔ کہا جاتا ہے کہ دوسرے افراد ایسے بھی موجود ہیں جو زیادہ قابل اور زیادہ نمائندہ حیثیت رکھتے ہیں۔ اگر گیارہ ایسے افراد آگے بڑھ کر حکومت کی ان گیارہ کرسیوں پر قبضہ نہیں کرتے جب کہ وہ اپنی عددی اور اخلاقی برتری سے صورت حال پر پورا قابو حاصل کرسکتے ہیں۔ انہوں نے یہ روش اس لئے اختیار کی ہے کہ قومی حکومت کا تصور ان کے نزدیک مختلف ہے۔ ان کی رائے میں کوئی حکومت قومی نہیں کہلائی جاسکتی جو جنگ سے الگ ہوجانے کا اختیار نہ رکھتی ہو۔ نظری اعتبار سے اس اصول پر اعتراض نہیں ہوسکتا لیکن ہر نظریہ کو روبہ عمل لانے کے لئے حالات کو پیش نظر رکھنا پڑتا ہے۔ موجودہ حالات کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ ہندوستان پر حملے کا اندیشہ ہے۔ ہندوستان جنگ سے اسی وقت علیحدہ رہ سکتا ہے جب کہ وہ حملہ آور سے کچھ شرائط طے کرلے اور موجودہ حالات میں حملہ آور ہی اپنے شرائط منوائے گا۔ کیا ایسے شرائط ہندوستان کے باشندوں کی فلاح و بہبود کے لئے مفید ثابت ہوں گے؟

معلوم ہوتا ہے کہ ارباب کانگریس اور دوسرے قوم پرست یہ رائے رکھتے ہیں کہ اس وقت بہر صورت قومی اقتدار کو منوانا چاہئے۔ موجودہ حالات میں قومی اقتدار کو منوانے کی کوشش کے یہ معنے ہیں کہ جنگ سے اس بنا پر علیحدگی اختیار کی جائے کہ ہندوستان کو اس کی مرضی کے خلاف جنگ میں گھسیٹا گیا ہے۔ اور جنگ سے علیحدگی اختیار کرنے کے یہ معنی ہیں کہ جاپانی حملہ آور سے چند شرائط طے کئے جائیں

(بقیہ صفحہ ۱۱)

ہفتہ وار
مملکت
جلد (۲) | ۱۳۵۱ف شنبہ ۱۲ امرداد شہریور روز | نمبر (۱۴)

ریاستوں کا مستقبل

ایک جداگانہ "یونین" کے قیام کا مطالبہ

ہندوستان کے آئندہ دستور سے متعلق سر اسٹافورڈ کرپس نے جو تجاویز برطانوی کابینۂ جنگ کی جانب سے پیش کی تھیں اُن میں یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ ہندوستان کو وہی درجہ دیا جائے گا جو دوسری نوآبادیات کو حاصل ہے اور ہندوستان کو یہ حق بھی حاصل رہے گا کہ وہ برطانوی دولت عامہ میں شریک رہے یا اُس سے علحدہ ہو جائے۔ اختتام جنگ پر ایک ہندوستانی "یونین" قائم کی جائے گی۔ ہر صوبہ کو اختیار ہوگا کہ اس یونین میں شریک ہو یا نہ ہو۔ دو یا دو سے زائد صوبے چاہیں تو ایک علحدہ "یونین" بنا سکتے ہیں۔ اس طرح ایک سے زائد "یونین" تشکیل پا سکتی ہیں۔ ہندوستان کا دستور مرتب کرنے کے لئے ایک مجلس دستور ساز تشکیل دی جائے گی۔

سر اسٹافورڈ کرپس کے اس اعلان میں ریاستوں کے متعلق بتایا گیا تھا کہ مجلس دستور ساز میں ریاستوں کو بھی شرکت کی دعوت دی جائے گی۔ ریاستوں کو اختیار حاصل رہے گا کہ مجلس دستور ساز کے مرتب کردہ دستور کو قبول کریں یا نہ کریں اور ہندوستانی یونین میں شریک ہوں یا نہ ہوں۔ مگر یہ امر بہرحال ضروری ہوگا کہ جدید حالات کے لحاظ سے ریاستوں کے معاہدات پر نظر ثانی کے لئے گفت و شنید شروع کی جائے۔

ان تجاویز کی نسبت جب کانگریس اور سر اسٹافورڈ کرپس کے مابین کوئی مصالحت نہ ہو سکی تو سر اسٹافورڈ نے ہندوستان سے جاتے ہوئے یہ اعلان کر دیا کہ یہ تجاویز واپس لے لی گئیں۔ اس طرح جب ہندوستان کے آئندہ دستور کا مسئلہ ہی معرض التوا میں پڑ گیا تو اس کے ساتھ ساتھ ریاستوں کے موقف کا سوال بھی نظر عام سے ہٹ گیا۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر ایمری وزیر ہند کے ایک پارلیمانی بیان کے بعد جس میں انہوں نے فرمایا تھا کہ کرپس کی تجاویز قطعی طور پر واپس نہیں لی گئیں بلکہ ان کی از سر نو تجدید ہو سکتی ہے۔ اعلان کا مسودہ تو واپس لیا گیا ہے مگر اس اعلان کا مقصد و منشا مسترد نہیں کیا گیا — ریاستوں کے موقف کا سوال پھر تازہ ہو گیا۔ اور ریاستوں کے وزراء کی ایک کمیٹی مقرر کی گئی جس میں ریاستوں کے دستوری مسائل، ہندوستان کے آئندہ تغیرات میں ریاستوں کی حیثیت اور ان کے معاہداتی حقوق پر غور و خوض کیا گیا۔ وزراء کمیٹی نے ان مسائل کی نسبت اپنی ایک رپورٹ ایوان روسا کی مجلس قائمہ کے آگے پیش کی جس کا ایک اجلاس ابھی حال میں بمقام بمبئی منعقد ہوا تھا۔ اس رپورٹ کا ایک خلاصہ "بمبئی کرانیکل" نے اپنی ایک حالیہ اشاعت میں شائع کیا ہے۔

معاہداتی حقوق

تجاویز کرپس میں ریاستوں کے نقطۂ نظر سے بہت سے امور تصریح طلب تھے۔ سب سے پہلا اور بنیادی مسئلہ ریاستوں کے معاہداتی حقوق کا مسئلہ ہے۔ اس کی نسبت کمیٹی وزراء نے رائے دی ہے کہ کرپس کے اعلان میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ سابقہ اعلانات سے مختلف ہے۔ اس لئے تاج کے نمائندے سے اس مسئلہ پر تفصیلی طور پر تبادلۂ خیالات کرنا اور یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ آیا ریاستوں کے متعلق تاج کی پالیسی میں کوئی تبدیلی واقع ہوئی ہے اور تبدیل شدہ حالات میں ریاستوں کے معاہدات کو نافذ کرنے کے لئے کیا طریقے اختیار کئے جائیں گے۔

کمیٹی وزراء نے اس امر کی بھی تصریح چاہی ہے کہ اگر ایک سے زیادہ "یونین" قائم ہوں تو کیا ہر "یونین" کے لئے ایک علحدہ گورنر جنرل مقرر کیا جائے گا اور فرض کیجئے کہ چار "یونین" ہوں تو کیا چار گورنر جنرل بھی ہوں گے۔ ایسی صورت میں مرکزی اقتدار کس کے ہاتھ میں ہوگا؟ کیا ایک اعلیٰ تر گورنر جنرل مقرر ہوگا؟ اس کے علاوہ ایسے صوبوں اور ریاستوں کے لئے جو کسی "یونین" میں شریک نہ ہوں کیا ایک جداگانہ گورنر جنرل کا تقرر کیا جائے گا؟ کیا حکومت برطانیہ کے لئے یہ ممکن ہو سکے گا کہ ہندوستان میں اپنا ایک ایسا ایجنٹ رکھے جو "ہندوستانی یونین" میں شریک نہ ہونے والی ریاستوں کے حقوق کی حفاظت کر سکے۔ کرپس کا اعلان ان امور کی تصریح سے بالکل خالی ہے۔

ریاستوں کی علحدہ یونین

اس رپورٹ کا اہم ترین حصہ وہ ہے جس میں ریاستوں کی سیاسی وحدت کو برقرار اور ان کو بیرونی مداخلت سے محفوظ رکھنے کے طریقے سے بحث کی گئی ہے۔ یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ برطانوی ہند کے بعض ادارے مختلف طریقوں سے ریاستوں میں مداخلت کر رہے ہیں۔ کانگریس کی تو یہ تمنا ہے کہ اپنے آپ کو سارے ہندوستان کی واحد نمائندہ جماعت ثابت کر کے ریاستوں کو بھی اپنے حلقۂ اثر میں کھینچ لے اور مرکز میں قومی حکومت کے نام سے اپنی حکومت قائم کر کے ریاستوں پر بھی اپنا اقتدار جمائے۔ بعض ادارے اور افراد تو سرے سے ریاستوں کو ختم ہی کر دینا چاہتے ہیں۔ ان بیرونی مخالفتوں اور مداخلت کے سد باب کے لئے کمیٹی وزراء نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ:

"ہندوستان کی نوآبادی حیثیت دوسری نوآبادیوں سے مختلف ہوگی۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ہندوستان کی ریاستیں حب وطن سے محروم ثابت ہوئی ہیں۔ وہ ہمیشہ اپنی اس خواہش کا اظہار کرتی رہی ہیں کہ وہ سچے دل سے انتہائی کوشش کریں گی کہ ہندوستان کے استحکام میں شامل رہیں۔ ہمارے تمام خلوص اور وفاداری کے اظہار کو غلط سمجھا گیا اور یہ تصور کیا گیا کہ یہ ہماری کمزوری کی علامت ہے۔ درحقیقت ریاستوں کو ہندوستانی قومیت کا ایک ایسا ماؤف اور مریض عضو سمجھا گیا جس کو کاٹ کر پھینک دینا ہی مناسب ہوگا۔ اس لئے یہ بہتر ہوگا کہ ہم یہ سمجھیں کہ برطانوی ہند کے لوگ قطعی طور پر ہمارے وجود کے مخالف رہیں۔ اس لئے ہم مجبور ہیں کہ اپنے ہی پاؤں پر کھڑے ہونے کی کوشش کریں۔ اگر برطانوی ہند اس کا مستحق ہے اور اس کو آزادی دی جاتی ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ والیان ریاست بھی یہ مطالبہ نہ کریں کہ ان کو برطانوی ہند سے پہلے ہی پوری آزادی دیدی جائے۔ لہذا ہندوستانی ریاستوں کی ایک "یونین" قائم کرنے کی غرض سے کوشش کی جائے جس کے پاس اتنی کافی فوج ہو کہ وہ کسی اندرونی خطرے اور بیرونی حملے کا مقابلہ کر سکیں۔ آئندہ ہوائی طاقت پر بھروسہ کرنا خودکشی ہوگی جیسا کہ اس کو خود سر اسٹافورڈ کرپس نے بیان کیا ہے۔ ریاستوں کی حفاظت کرنے کے وہ اختیارات حاصل نہ رہیں گے جو پہلے حاصل تھے۔ اب یہ وقت میٹھی باتوں کا نہیں ہے۔ اگر ہم والیان ریاست مضبوط اور متحد ہو جائیں گے تو دوسرے لوگ مساوات اور انصاف کے ساتھ خوشی سے ہمارے ساتھ شرکت کریں گے۔"

مساوی آزادی

مگر یہ دیکھتے ہوئے کہ والیان ریاست کے حقوق کی مخالفت کا ایک طاقتور عنصر برطانوی ہندوستان میں برسر کار ہے یہ گمان پیدا ہونے کی معقول وجوہ ہیں کہ آیا ان حقوق کی پوری حفاظت کا کوئی ذریعہ حاصل ہو سکے گا یا نہیں۔ اگر ہندوستان میں ایک "یونین" قائم ہوگی تو اس امر کا تصور کرنا مشکل نہیں کہ ایسی صورت میں گورنر جنرل اور تاج کے اقتدارات کیا باقی رہ جائیں گے۔ قدرۃً ایک ایسی یونین کا مقصد یہ ہوگا کہ کسی مخصوص حقوق رکھنے والے طبقہ کی ہمت افزائی نہ کی جائے گی۔ اور اگر تمام ہندوستان کی ایک یونین قائم ہوئی

تو اس میں باوجود تمام مشکلات کے یہ ایسی ضم کر لی جائیں گی۔ اور ہندوستان کی یونین سے جو معاہدے ہوں گے اُن میں بہت ممکن ہے کہ والیان ریاست کے موجودہ حقوق کو اسی طرح باقی نہ رکھا جائے جس طرح وہ اپنے حقوق اور اقتدارات کو باقی رکھنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا اگر یہ متبادل صورت بھی ہو سکتی ہے کہ ریاستوں کی ایک جداگانہ یونین قائم کی جائے۔ لیکن اگر ریاستوں کی متعدد جداگانہ یونین قائم کی گئیں تو ان کو وہ یکجائی قوت حاصل نہ ہو سکے گی جو برطانوی ہند کے بشمول ہندوستانی ریاستوں کے مفادی آزادی کے کنگرہ میں مضمر ہے۔ لہٰذا اس صورت میں ریاستوں کی قوت کم ہو جائے گی۔ تمام ریاستوں کی ایک یونین کے مقابلے میں چھوٹی چھوٹی وحدتوں پر حملہ کرنا آسان ہوگا۔ اگر یہ صورت (ریاستوں کی ایک یونین) منظور کی جائے تو اس کے لئے کسی مناسب دستور کا تیار کرنا یقیناً ممکن ہوگا۔

ہم نے یہ طویل اقتباس اس لئے نقل کیا ہے تاکہ قارئین پر یہ واضح ہو سکے کہ ریاستوں کو آئندہ کن خطرات سے دوچار ہونے کا اندیشہ ہے اور ان خطرات کے سد باب کے لئے کیبنٹ وزراء نے کیا تجویز پیش کی ہیں۔ ان تجاویز کے علاوہ کیبنٹ وزراء نے اپنی رپورٹ میں ریاستوں کے اقتدار اعلیٰ اور داخلی دستور کے مسائل پر بھی بحث کی ہے۔ "بمبئی کرانیکل" کے نامہ نگار خصوصی کا بیان ہے کہ اس رپورٹ کا اہم ترین حصہ عہد نامہ جات اور معاہدات سے متعلق ہے۔ کیبنٹ وزراء کی یہ رائے ہے کہ عہد نامہ جات اور معاہدات پر فوراً نظر ثانی کی جائے اور ان کے بجائے ایسے جدید معاہدے کئے جائیں کہ ان کے ذریعہ وہ تمام قیود اور پابندیاں اُٹھ جائیں جو ریاستوں کے اقتدار اعلیٰ پر عائد ہیں۔ معاہدات کی نظر ثانی کو آئندہ دستور کے انتظار میں ملتوی نہ رکھا جائے تاکہ ریاستیں فوراً ایک جداگانہ یونین تشکیل دے سکیں اور جب برطانوی ہند میں نوآبادیاتی درجہ کی یونین قائم ہو جائے تو ریاستوں کی یونین ایک ایسی متعین وحدت کی شکل میں رہے کہ وہ حکومت برطانیہ سے اپنے معاہداتی تعلقات قائم رکھتے ہوئے مساوات کی بنیاد پر ہندوستان کی یونین سے معاملہ کر سکے۔ اب یہ مسئلہ ایوان روسا کی مجلس قائمہ کے زیر غور ہے۔ اور جب تک اس غور و خوض کا نتیجہ مستند ذریعہ سے سامنے آ جائے اس پر تبصرہ کرنا قبل از وقت ہوگا۔ اس رپورٹ کے مندرجات سے جو حقائق پر مبنی ہیں یہ پتہ چلتا ہے کہ والیان ریاست کن خطرات سے دوچار ہیں اور وہ کیا انسدادی تدابیر اختیار کرنا چاہتے ہیں۔

حیدرآباد کی خود مختاری۔

اس سلسلہ میں قدرتی طور پر ہمارے سامنے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہندوستان کے آئندہ دستوری تغیرات میں حیدرآباد کا کیا موقف ہوگا؟ ظاہر ہے کہ حیدرآباد ہندوستان کے ان دستوری تغیرات سے بے تعلق نہیں رہ سکتا جو بالواسطہ یا بلاواسطہ اس کے شاہی اقتدارات، اس کی آئینی حیثیت یا اس کے معاشی ترقی کے امکانات پر اثر انداز ہو سکتے ہوں۔ مملکت آصفیہ دوسری ہندوستانی ریاستوں سے مختلف و ممتاز ہے۔ یہ ایک آزاد سیاسی وحدت ہے جس کے خارجی تعلقات کی بنیاد صرف معاہدات ہیں۔ اگر ہندوستان میں نوآبادیاتی درجہ کی ایک یا ایک سے زائد یونین قائم ہوں تو ایسی حکومت یا حکومتوں سے حیدرآباد کے تعلقات امور ذیل کے تابع رہیں:-

(۱) احترام معاہدات

(۲) داخلی نظم و نسق کے مسائل میں مداخلت سے احتراز

(۳) مختلف فیہ مسائل کے تصفیہ میں نوآبادیاتی حکومت یا حکومتوں کی حیثیت بمقابل حیدرآباد ایک فریق کی ہوگی جو آزاد ثالثی کے فیصلوں کو قبول کرے گی۔

اگر ریاست ہائے ہند کی کوئی جداگانہ یونین قائم ہو تو اس میں شریک ہونے یا نہ ہونے کا تصفیہ حیدرآباد بہ لحاظ حالات کرے گا مگر جو تصفیہ بھی کیا جائے اس میں اس امر کو ملحوظ رکھنا ہوگا کہ حیدرآباد کی خود مختاری اور اس کے شاہی اقتدار کسی طرح متاثر نہ ہوں۔

کانگریس اپنا وقار کھو دے گی

"بمبئی کرانیکل" کا تبصرہ

ٹامل ناڈ کانگریس کمیٹی کے صدر نے مسٹر راجگوپال آچاری کے نام ایک نوٹس جاری کر کے یہ دریافت کیا ہے کہ کیوں ان کے خلاف تادیبی کارروائی نہ کی جائے۔ مسٹر راجگوپال آچاری کے جواب سے کئی دستوری سوالات پیدا ہوتے ہیں جن پر مجلس عاملہ کو غور کرنا پڑے گا۔ اس نوٹس میں بیان کیا گیا ہے کہ الہ آباد کی قرارداد کے خلاف راجہ جی کی مہم نے یہ صورت اختیار کر لی ہے کہ کانگریس کے فیصلہ میں ترمیم کرانے کے بجائے عام پبلک کو اس امر پر ابھارا جاتا ہے کہ کانگریس کی رہنمائی میں چلنا مناسب نہیں ہے۔ اس الزام کی تائید میں راجہ جی کے متعدد بیانات پیش کئے گئے ہیں۔ اس نوٹس کا جواب دیتے ہوئے راجہ جی کہتے ہیں کہ "اظہار رائے کی بنا پر نظم و ضبط کی خلاف ورزی کا الزام بے بنیاد ہے تاوقتیکہ کسی شخص کو ارکان کانگریس کی رائے بدلنے کی ترغیب دینے سے بالکلیہ منع نہ کر دیا جائے اور یہ کہ کانگریس کی پالیسی میں کبھی تبدیلی ممکن نہ ہو سکے گی اگر وفاداری اور ضبط کی اس مبالغہ آمیز تفسیر کو قبول کر لیا جائے۔" اکثر لوگ جو راجہ جی کی تقریروں کا بغور مطالعہ کرتے رہے ہیں یہ ادعا کرتے ہیں کہ ان کی تنقید تعمیری تھی اور آزادی تقریر کے حدود کے اندر تھی اور یہ حق ہر ایسے رکن کو جو کسی مخصوص پالیسی کا نہیں بلکہ قومی ادارہ کا رکن ہو حاصل ہونا چاہئے۔ راجہ جی کی تقریروں سے ضبط کی خلاف ورزی نہیں ہوئی۔ ان کی تقریریں کانگریس کی مجلس عاملہ کی رکنیت کے منافی ہو سکتی ہیں۔ لیکن چونکہ وہ مجلس عاملہ کی رکنیت سے مستعفی ہو چکے ہیں آزادی تقریر کا حق استعمال کر سکتے ہیں جب تک کہ وہ کانگریس کے مسلک کے ساتھ وفادار ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ کانگریس نے ۱۹۳۴ء میں ضابطہ کے جو قواعد مرتب کئے تھے ان کی رو سے "ایسے ارکان کے خلاف تادیبی کارروائی حق بجانب ہو سکتی ہے جو عمداً کانگریس کے فیصلوں کے خلاف عمل کرے یا ارباب مقتدرہ کے احکام کی عمداً خلاف ورزی کرے یا عمداً اس طرح عمل کرے جس سے مجلس عاملہ کی رائے میں کانگریس کے وقار کو دھکا پہنچتا ہو اور کانگریس کے مفاد میں ایسے رکن کا کانگریس میں موجود رہنا نامناسب ہو۔" لیکن انفرادی ارکان کے خلاف ایسے قواعد کی وسعت نظر کے ساتھ تعبیر کی جانی چاہئے۔ اور ہمارے لئے یہ باور کرنا ناممکن ہے کہ راجہ جی نے جو کچھ کہا یا کیا اس سے کانگریس کی قوت اور وقار کو دھکا پہنچتا ہے اور کانگریس کے مفاد میں ان کا کانگریس میں موجود رہنا نامناسب ہے۔ اس کے عکس ان کے خلاف تادیبی کارروائی سے کانگریس کا وقار ان لوگوں کی نظروں میں گر جائے گا جو آزادی تقریر کی اہمیت سمجھتے ہیں۔ راجہ جی نے اس سے زیادہ کچھ نہیں کیا جو سی۔ آر۔ داس اور موتی لال نہرو نے کانگریس کو اپنا ہم خیال بنانے کے لئے کیا تھا۔

حیدرآباد کے ٹکڑے کرنے کی تجویز

زبان کے مسئلہ کا اصلی مقصد

ورنگل ۲۹؍ جون بمبئی سنٹینل کا نامہ نگار لکھتا ہے۔

زبان کے تنازعہ میں جس میں ترقی پسند ادارے نمایاں حصہ لے رہے ہیں بہت کچھ پوشیدہ ہے۔ اس تحریک کی غرض و غایت صرف اس مقصد سے کہ علاقہ وار زبانیں محض اپنے اپنے علاقوں میں ایک برتر مقام حاصل کریں بہت زیادہ ہے۔ یہ مقصد جیسا کہ ان لیڈروں کی تقریروں اور تحریروں سے ظاہر ہے یہ ہے کہ زبان کے تنازعہ سے فائدہ اٹھا کر مملکت کو کم از کم تین جداگانہ حصوں میں کنٹری، مرہٹی، تلنگی علاقوں میں تقسیم کر دیا جائے گویا زبان کا یہ تنازعہ اس مملکت کے حصے بخرے کرنے کی ایک چال ہے۔ اس مسئلہ کے تہ میں کوئی ثقافتی مقصد نہیں ہے اور نہ باشندوں کے ان حقوق کے حصول کا کوئی خیال ہے جو کہا جاتا ہے کہ سلب کر لئے گئے ہیں۔

یہ امر کہ یہ تحریک سراسر مصنوعی ہے اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ اس کی تمام تحریک بیرون مملکت سے شروع ہوا کرتی ہے اور یہ کہ وہ روپیہ اور عمل صرف کرنے کے باوجود یہ تحریک اس وقت تک جڑوں پر ضرب لگانے میں ناکام رہی ہے۔

تحریک کا کھوکھلا پن چند سادہ واقعات میں نظر آ سکتا ہے۔ حکومت حیدرآباد نے ہندوستانی کو مدارس تحتانیہ میں لازمی نہیں بنایا۔ یہ ثانوی درجوں میں بھی لازمی نہیں۔ یہ صرف فوقانی جماعتوں میں لازمی ہے اور اس کے اسباب واضح ہیں۔ اسباب یہ ہیں کہ جو طلبہ تعلیم کے فوقانی جماعتوں میں جاتے ہیں ان کی نسبت یہ تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ وہ [illegible]

نیلگری کی بہترین چائے کا واحد مرکز چینا نیلگری ٹی امپوریم

معاشیاتِ طلا

تقریر مسٹر گنیش راؤ تمنے جو نشرگاہ اورنگ آباد سے نشر کی گئی

اگر انسان اپنی تمام احتیاجات کی تکمیل اپنی کوشش سے کرسکتا تو مبادلہ دولت کا کاروبار ہی نہ ہوتا۔ لیکن سب لوگ یکساں قابل نہیں ہوتے اور کوئی شخص زندگی کی مختلف حالتوں میں یکساں کارکردگی نہیں رکھتا۔ قدرت بھی سب موسموں میں اور ہر حال انسانی زندگی کے لئے جو اشیاء ضروری ہوتی ہیں پیدا نہیں کرتی۔ یہی سبب ہے کہ انسان میں پس اندازی اور مبادلہ کا رجحان پیدائشی ہے۔

انسان جس قسم کی اشیاء پیدا کرتا ہے انہی کو وہ پس انداز کرسکیگا لیکن یہ ضروری نہیں کہ ان سے اس کی احتیاجات رفع ہو جائیں۔ ایک کاشتکار غلہ کو پس انداز کرسکے گا۔ لیکن محض غلہ سے زندگی مکمل نہیں بن سکتی۔ غلہ سے تیار کی ہوئی غذا کو لذیذ بنانے کے لئے دودھ، دہی، نمک، مرچ، تیل، شکر کی ضرورت ہوتی ہے۔ سردی، حرارت اور ہوا سے حفاظت کے لئے مکان چاہئے اور کپڑا چاہئے۔ بیماری کے لئے دوا چاہئے۔ دل بہلائی کے لئے کتب، کھیل کود، ناٹک، سینما چاہئے۔ عزیز و اقرباء سے ملنے کی خواہش پر ہم کو سفر کرنا پڑتا ہے اور سماجی و مذہبی فرائض کی ادائی کے لئے زیارت اور خیرات اور تحفے کرنا پڑتی ہیں۔ یہ جملہ باتیں غلہ کی دیگر اشیاء کے ساتھ مبادلے سے حاصل ہوسکتی ہیں۔ لہذا سماجی زندگی کی ابتدائی حالت ہی میں مبادلے کے کاروبار کا آغاز ہوتا ہے۔

مبادلہ کی سہولت کے لئے ایک آلہ مبادلہ کی ضرورت محسوس ہونے لگتی ہے۔ انسان نے مختلف اشیاء کا مثلاً غلہ، نمک، لکڑی وغیرہ کا بطور آلہ مبادلہ کے استعمال کیا ہے۔ لیکن پائیداری، تقسیم اور منتقلی کی آسانی اور شناخت پذیری کی بدولت آخرکار دھاتوں ہی کو آلہ مبادلہ بننے کا امتیاز حاصل ہوا خصوصاً سونا اور چاندی کا انتخاب ساری دنیا نے باتفاق رائے بطور آلہ مبادلہ کے کیا ہے۔

ہر شئے میں دو قسم کا افادہ ہوسکتا ہے افادہ بالراست و افادہ بالواسطہ۔ غلہ غذا کی حیثیت سے افادہ ضرور رکھتا ہے۔ لیکن دیہات میں غلہ کے عوض بیل، زرعی کاریگر اور بوقت ضرورت دوسروں کی محنت بھی حاصل کی جاسکتی ہے۔ یہ غلہ کا افادہ بالواسطہ ہے۔ اشیاء کا افادہ بالراست محدود ہوتا ہے صرف ایک مقررہ مقدار کی حد تک اس شئے میں افادہ ہوتا ہے۔ گو بہت شیریں اور صحت بخش چیز ہے لیکن ہم چند دو پلوں کی حد تک اس کو خرید سکتے ہیں۔ اس سے زیادہ مقدار ہوجائے تو اس کا افادہ ہمارے نزدیک مفقود ہے بلکہ مقدار بہت زیادہ ہوجائے تو بجائے افادہ کے اس کے عدم افادہ کا احساس ہم کو زیادہ ہونے لگے گا اور آخرکار اس سے ہمیں نفرت بھی ہوجائے گی۔

لیکن افادہ بالواسطہ یا افادہ استبدال غیر محدود ہوسکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ استبدال کی قابلیت جملہ اشیاء میں یکساں نہیں ہوتی۔ طلا میں افادہ سب سے زیادہ ہے۔

تاہم طلا کے عوض جب چاہے جہاں چاہئے اور جو چاہے چیز نہیں لی سکتی۔ چاندی اور سونا یہ دو اشیاء مبادلہ کے مسلمہ آلات ہیں۔ لہذا ان میں عام استبدال کی قابلیت پائی جاتی ہے۔ بالفاظ دیگر سونا زندگی کے لئے بہت کم کارآمد ہے اس کا افادہ بالواسطہ بہت وسیع ہے۔ ہمارے پاس سونا یا چاندی ہو تو زندگی کے لئے جو چیزیں مثلاً غذا، کپڑا وغیرہ ضروری ہیں ہر جگہ حاصل ہوسکیں گی۔ غلہ کے ذریعے محض غذا کا اشتیاق پورا ہوجاتا ہے لیکن طلا کے ذریعہ دل کی ہر خواہش فوراً پوری کی جاسکتی ہے۔ اور اس لئے طلا محض ایک شئے طلا نہیں ہے بلکہ وہی تقداری کیمیا وہی سفر الغرض جیسے حکمت یا آیورویدیہ میں مختلف مرکبات سے ایک دوائی بنائی جاتی ہے۔ ویسے انسان کی جملہ احتیاجات کی تکمیل کا سونا یا طلا بھی ایک ذریعہ بن گیا۔ دیگر اشیاء کی مقداروں کا اضافہ ہوتے ہی ان کے افادہ میں کمی ہوتی نظر آتی ہے۔ طلا کا یہ حال نہیں۔ سونے کا ہمارا ذخیرہ کتنا ہی بڑھ جائے ہمارے دل میں اس کے لئے نفرت پیدا نہیں ہوتی۔ یہی سبب ہے کہ آدمی ان پڑھ ہو یا تعلیم یافتہ شہری ہو یا دیہاتی۔ خودغرض ہو بے غرض اس میں طلا کے جمع کرنے کا رجحان عموماً پایا جاتا ہے۔

اگرچہ انسان سونے کو جمع کرنے کی خواہش رکھتا ہے کانوں سے آج تک سونے کی جو مقدار برآمد ہوئی ہے ہر ایک کی پس اندازی کی خواہش پورا کرنے کے لئے کافی نہیں ہے۔ دنیا میں طلا کی مقدار ۵۰ یا ۶۰ ارب روپیہ سے زیادہ نہیں ہے اس میں ہر سال صرف ایک ارب کا اضافہ ہوتا ہے۔ یہ مقدار فی کس چار تولے یا سالانہ دو رتی فی کس سے زائد نہیں۔ آلہ مبادلہ کی اس قلیل مقدار سے مہذب دنیا کے کاروبار کا پوری طرح جاری رہنا ناممکن ہے اس لئے طلا کے بدل کے طور پر زر قرطاس کی ایجاد ہوئی اور متمدن دنیا نے اس کا پرخلوص اور پرجوش استقبال کیا۔ اور درحقیقت آلہ مبادلہ کی حیثیت سے نقد پذیر زر قرطاس جیسا ہر لحاظ سے کارآمد زر دوسرا نہیں پایا جاتا۔ زر کاغذی میں افادہ بالراست تو کچھ بھی نہیں محض آلہ مبادلہ کے طور پر اس کو استعمال کیا جاتا ہے اور اسی سبب سے اس کی مقدار کا حسب ضرورت گھٹانا بڑھانا ممکن ہوسکتا ہے یہی توسط مبادلہ کی حیثیت سے زر کاغذی کی سب سے بڑی خوبی ہے۔

زر کاغذی کی مقدار کا تعین صرف مرکزی بنک یا وزیر مالیات ہی کے لئے ممکن ہوسکتا ہے تمام مہذب ممالک میں زر کاغذی کی اجرائی کے وہی مجاز ہوتے ہیں ہمارے ملک میں یہ کام (ریزرو بینک آف انڈیا) کرتا ہے اور مملکت آصفیہ میں صدر المہام بہادر فینانس اس کے مجاز ہیں۔ عنقریب یہ کام حال کے قائم شدہ اسٹیٹ بنک کے سپرد کیا جائے گا۔ زر کاغذی کی قدر کو برقرار رکھنے کے لئے اور اس کی مقدار کو محدود رکھنے کے لئے اس کو کچھ طلا یا زر رائج الوقت کے ساتھ نقد پذیر کردیا جاتا ہے۔ عموماً زر کاغذی کے عوض میں سکہ دینے کا فریضہ مرکزی بنک پر عائد کیا جاتا ہے۔ ہمارے یہاں اسٹیٹ بنک پر ایسی پابندی ہے اور اس کی پابجائی کے لئے اس بنک کے پاس کئی ارب کے چاندی سونے کا ذخیرہ موجود ہے اس ترکیب سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ ملک کے اندر طلا کی جو مقدار ہوتی ہے کروڑ ہا لوگوں میں منتشر نہیں ہونے پاتی۔ بلکہ وہ یکجا رہتی ہے اور اس کا استعمال ملک کی معاشی حالت کو زیادہ مضبوط بنانے کے لئے کیا جاسکتا ہے۔

انسان میں پس اندازی کا جو رجحان ہے اس کی تسکین کے مختلف ذرائع ہیں مثلاً کاشت، کھیت اور اسی قسم کی جائداد غیر منقولہ اور مشترک سرمایہ دار کمپنیوں کے حصص، قرضہ جات، بیمہ زندگی، بنک کی امانتیں، ہیرے جواہرات وغیرہ جائداد منقولہ یہ ذرائع پیداوار اور غیر پیداوار دونوں ہوسکتے ہیں۔ منقولہ اور غیر منقولہ دونوں قسم کی دولت کی قدر ہمیشہ کے لئے مقرر نہیں رہ سکتی اور ہمیں اس کا تجربہ ہے کہ وہ ہماری فوری اور مختلف احتیاجات کو فوراً رفع نہیں کرسکتیں۔

مبادلے کے کاروبار میں طلا کی جگہ زر کاغذی کے آتے ہی طلا کی آلہ مبادلہ کی حیثیت ختم ہوگئی یا ہوئی جاتی ہے اب طلا دولت کی محض ایک قسم ہے۔ اس کی قدر مقرر نہیں۔ گذشتہ جنگ عظیم کے دوران میں اس کی قیمت چالیس روپیہ فی تولہ تک بڑھ گئی تھی بعد از جنگ وہ اکیس روپیہ رہ گئی تھی اس جنگ کے بعد کیا ہوگا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ سونے کی قیمت بہت بڑھ گئی ہے غرض طلا کا افادہ بالواسطہ اب بہت قلیل ہوگیا ہے۔ لہذا اگر کوئی شخص ضروریات زندگی کی تکمیل کے خیال سے سونے کی پس اندازی کر رہا ہو تو اس کے مقصد کا فوت ہونا لازمی ہے۔

اشتہار حضور کی مدعی علیہ مرتبہ کلکٹری عدالت دیوانی ضلعی نلگنڈہ

نمبر مقدمہ ۲۳۱ بابت ۱۳۵۹ف جنرل ابتدائی۔ بااجلاس مولوی سید سکندر علی صاحب بی اے ایل ایل بی منصف

مدعی — مدعا علیہ

تن سکھ مل وغیرہ بنام ہر سنگھ

دعوے (۱۷۰۰) سکہ عثمانیہ

بنام ہر سنگھ ولد مہوان سنگھ قوم ... عمر ... سال پیشہ ملازمت ساکن ناگلی کی واڑی تعلقہ گنیش پور، ہر سنگھ ...

تمہارے نام ایک مقدمہ عدالت ہذا میں بعنوان صدر دائر کیا ہے۔ اور عدالت ہذا نے تمہارے نام سمن بغرض حضوری جاری کیا مگر تم حاضر نہیں ہوئے اور رپورٹ مذکوری سے ظاہر ہے کہ تم نے سکونت تبدیل کرلی ہے لہذا تم کو حکم دیا جاتا ہے کہ تم اصالتاً یا وکالتاً بتاریخ ۲۰ شہریور ۱۳۵۹ف وقت ۱۰ بجے دن کے اس عدالت میں حاضر ہوکر مقدمہ مذکور میں جوابدہی کرو۔ بصورت عدم حاضری تمہارے کارروائی یکطرفہ عمل میں آئے گی۔

آج بتاریخ ۱۰ مہر ماہ ... ۱۳۵۹ف ثبت میری دستخط اور مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔ فقط

دستخط منصف — دستخط سررشتہ دار

ایک فتنہ پرداز تجویز

خدا ہندوستان کو بچائے

مدراس ۱۰ مئی. مسٹر گاندھی نے "ہریجن" کے ایک حالیہ مضمون میں ہندوستان سے تمام برطانویوں کے فوری چلے جانے کا مطالبہ کیا ہے۔

ڈاکٹر جارج ۔ ایس ۔ آرنڈیل نے "نیو انڈیا مدراس" میں حسب ذیل مضمون کے ذریعے اُن کو جواب دیا ہے۔

عدم تشدد سے ترقی کرتے ہوئے گاندھی جی اب ایک قدم اور آگے بڑھ گئے ہیں اور ہندوستان سے ہر برطانوی کی مکمل اور منظم واپسی کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ نیز یہ کہ ایسا جلد ہونا چاہئے۔ بہت خوب۔ اگر ایسا ہی ہو۔ جیسے ہم سب جلیس گاندھی جی کے ساتھ ہو گئے ہیں کے انتظار ہوں گے۔ ہم کو جلد چلا جانا چاہئے۔ اس طرح ہم ان سب کی کے لئے اُن لوگوں کو جائزہ دینے کا وقت دینگے کا جو ہماری جگہ لینے والے ہیں۔ لیکن ہم اس مہیب انتشار کو روک نہیں سکتے جو نتیجہ پیدا ہوگا اور نہ اس حقیقت کو بھول سکتے ہیں کہ ہندوستانیوں کی ایک کثیر تعداد ایسی ہوگی جو اس امر پر اصرار کرے گی کہ یہ وقت ایک بڑی برطانوی فوج اور قابل لحاظ برطانوی بیڑے کے ملک سے چلے جانے کا نہیں ہے چاہے ہندوستان کے ساتھ برطانیہ کی ناانصافیاں کچھ ہی ہوں وہ محسوس کریں گے کہ یہ خوبیوں کم سے کم ہیں جو برطانیہ اپنے خطرہ کی ساعت میں ہندوستان کو دے سکتا ہے۔ لیکن گاندھی جی ان تمام امور کے متعلق غور نہیں کرتے۔ انہیں اس کی پرواہ نہیں کہ لاکھوں آدمی ایسے ہوں گے جو جاپانیوں کے ہاتھ میں بے یار و مددگار چھوڑ دیے جانے کی کوئی خواہش نہیں رکھتے اور جو اس بات کو ترجیح دیں گے کہ برطانوی ہندوستانی سپاہیوں کے ساتھ مل کر جو پہلے ہی سے شاندار مدافعت کر رہے ہیں وہ پرواہ نہیں کہ جب وہ اس کی پرواہ نہیں کرتے کہ جب ملوکیت شروع ہو اور ایسے جہاز ہی کہاں ہیں جو کئی ہزار برطانیوں کا تخلیہ کرا سکیں جاپانی ہندوستان پر حملہ کر دیں گے۔ عدم تشدد پر کاربند رہنے والے مامعین کا بغیر کسی پس و پیش کے قلع قمع کر دیں گے اور ایسے شعر کے ساتھ جس کا اب تک ملک میں وجود نہ تھا ملک کا ناجائز استعمال کرنے کے لئے سکونت پذیر ہو جائیں گے۔ عدم تشدد پسند مامعین جیسے خاص طور جن کے سرگروہ میں سمجھتا ہوں کہ گاندھی جی ہوں گے بہادرانہ طور پر جان دے دیں گے۔

اور اس طرح لوگوں کو بغیر کسی لیڈر کے اور حملہ آور وحشیوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیں گے۔ جاپان کے نام سے لوگوں پر حکومت کرنے کے لئے کوئسلنگ جیسے غدار پیدا ہوں گے۔ اور قدیم شہنشاہیت قائم ہو جائے گی۔

کانگریس کو خیرباد۔ مسلم لیگ کو خیرباد۔ تمام محبان وطن کو خیرباد۔ ڈرانوڈستان اور پاکستان کو خیرباد کو سنگ و کنگھ علی حکومتوں کے سوا تمام حکومتوں کو خیرباد۔ آنے والی کئی صدیوں کے لئے ہندوستان کی تمام تمناؤں کو خیرباد۔

اور اس امر کے لئے گاندھی جی اپنی پوری قوت کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خود عدم تشدد کو بھی محض ایک ثانوی درجہ حاصل ہوگا۔

اُن کی یہ تجویز خصوصاً ایسے وقت میں کس قدر فتنہ پرداز ہے۔ توقع یہی امر کی ہو سکتی ہے کہ اس کی مضحکہ خیز حیثیت اور تعجب انگیز حماقت سوائے اس کے اور کوئی نتیجہ پیدا کرے گی کہ اس پر حقارت آمیز ہنسی اُڑائی جائے۔ ہندوستان کے ساتھ برطانیہ کی ناانصافیاں خواہ کچھ بھی ہوں گاندھی جی کے لئے اس کی ضرورت نہیں ہے کہ وہ ہندوستان کو عملاً جاپانیوں کے حوالے کرنے کی اس عظیم ناانصافی کے ذریعے ان تمام ناانصافیوں پر سبقت لے جائیں۔

ہندوستان کے ساتھ برطانیہ کی ناانصافیاں خواہ کچھ ہی ہوں لیکن بے خلصانہ امید ہے کہ برطانیہ اُن میں اس شرانگیز حماقت کا اضافہ کرے گا جسے گاندھی جی اپنے جنون میں "برطانیوں کا سب سے زیادہ بہادرانہ اور سب سے زیادہ پاک عمل" سمجھتے ہیں۔

کیا کانگریس اپنے آپ کو ایک ایسے آدمی کے حوالے کر دینا چاہتی ہے جو ایسے خیالات کا اظہار کر سکتا ہے جیسے کہ اس نے "ہریجن" میں ظاہر کئے ہیں۔

کیا ایسے آدمی کو اب بھی "مہاتما جی" کہنا چاہیئے؟

کیا کانگریس اس تخلیے کی پالیسی کو اختیار کرے گی اور اسے عمل میں لائے گی؟ کیا کوئی کانگریسی ایسے بھی ہوں گے جو سارے ملک میں اس پالیسی کی حمایت کریں؟

نفرت میں اضافہ

کیا گاندھی جی کو اس کا احساس ہے کہ اپنی پیش کردہ تجاویز سے وہ اس نفرت کو جو برطانیوں اور ہندوستانیوں کے درمیان موجود ہو سکتی ہے، خطرناک حد تک بڑھا رہے ہیں؟

کیا انہیں اس کا احساس ہے کہ اس پالیسی سے دونوں نسلوں کے درمیان خطرناک ترین تشدد پیدا ہو سکتا ہے۔ ایسا تشدد جس کی بدولت محوری دول کو برائی پھیلانے کا وہ موقع مل جائے گا جس کی اُن کو ضرورت ہے اور جس کے بغیر وہ اسے نہیں پھیلا سکتے؟

کیا انہیں اس کا احساس ہے کہ وہ ہندوستان کو ایک مہیب غلامی کے حوالے کر دیں گے جس میں اس کا قدیم تمدن تباہ ہو جائے گا اور اس کی عورتیں ناشنیدہ بے عزتی کا شکار ہوں گی؟

اور وہ اُن تمام باتوں کو برطانوی لوگوں سے دنگا کے پردے میں چھپاتے ہیں۔ اگر ان کے یہ دعوے مخلصانہ بھی ہوں پھر بھی کیا وہ اتنے بیوقوف ہیں کہ یہ سمجھیں کہ لوگوں میں عام طور پر اس قسم کی دوست داری موجود ہے؟

کیا وہ نہیں جانتے کہ وہ نفرت جو ان کے خیال میں برطانویوں اور ہندوستانیوں کے درمیان موجود ہے نہ صرف اس مہم کے شعلہ افروز آگ کی طرح پھیل جائے گی جس نے تخلیہ شروع ہوگا۔ اور خدا کرے کہ ایسا ہو بلکہ خود اس اشتعال کی وجہ سے شروع ہو سکتی ہے جو گاندھی جی کے زیر اثر پیدا ہوگا؟

ان سب امور کا المیہ پہلو یہ ہے کہ گاندھی جی عالباً اپنے اور وطن کی اس بے عزتی سے شاندار طور پر بے خبر ہیں جس کے وہ مرتکب ہو رہے ہیں۔ وار دھا میں اُن جیسے اور ہندوستان بھر میں ان کے اندھا دھند پیرو اُن کی متابعت کریں گے اور اُن کو اس امر کا مہیب احساس دلائیں گے کہ اُن سے کوئی غلطی نہیں ہو سکتی۔ میں نہیں جانتا کہ آیا حکومت ہند آل انڈیا کانگریس کمیٹی کی حالیہ قراردادوں کے چند حصوں کو ممنوع قرار دینے میں حق بجانب تھی یا نہیں لیکن میری خواہش ہے کہ وہ ایک ایسے بیان کو ممنوع قرار دیتی جو میں سمجھتا ہوں کہ کسی قابل حماقت چیز سے کہیں زیادہ بدتر ہے۔ لیکن شاید نہ تو حکومت اور نہ عوام اس کو سنجیدگی کے ساتھ اہمیت دیں گے۔

گاندھی جی نے جس طرح لکھا ہے اُس طرح لکھنا گویا آگ سے کھیلنا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ ہندوستان میں اپنی رہائش کے اس تمام عرصے میں میں نے کوئی چیز ایسی پڑھی ہے جو اتنی خوفناک ہو اور جس سے نفرت پیدا ہونے کا اتنا قوی امکان اور محوری دول کی حوصلہ افزائی کا اتنا کامل یقین ہو۔

حیدرآباد کے ٹکڑے کرنے کی تجویز

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۳)

مملکت میں واحد جامعہ جامعہ عثمانیہ ہے جس کو کروڑوں روپیہ کے صرفہ سے تعمیر کیا گیا ہے۔

یہاں ذریعہ تعلیم اُردو ہے اس لئے یہ قطعاً ضروری ہے کہ فوقانی مدرسہ کے طلبہ جو بعد میں جامعہ میں شریک ہونے ہیں اُردو میں ضروری تعلیم حاصل کریں۔

مسئلہ کے اس پہلو سے قطع نظر ہندوستان کی عام زبان کا وسیع سوال بھی ہے۔

کانگریس نے جو ملک میں سب سے زیادہ برتر سیاسی نظام ہے۔ ہندوستانی کو عام زبان بنانے کا فیصلہ کیا ہے۔ اُردو کو مدرسہ فوقانیہ میں لازم بنا کر مملکت نے اتباع کانگریسی نظام نامہ پر ہی عمل کر رہی ہے۔

(ہندی مشن بمبئی مورخہ ۳۰ جولائی ۱۹۴۲ء)

جامعہ عثمانیہ

اُردو کی جائداد لکچرار کی مواجبی ۲۵۰-۴۰۰ کے لئے ایسے علمی امیدواروں کی درخواستیں مطلوب ہیں جنہوں نے جامعہ عثمانیہ یا کسی مسلمہ جامعہ کا امتحان ایم۔ اے (اُردو) درجہ اول یا کم از کم درجہ دوم میں کامیاب کیا ہے اور سنی تجربہ رکھنے کے علاوہ اُردو زبان یا ادب کے کسی پہلو پر کوئی تحقیقاتی کام یا تصنیف و تالیف بھی کی ہو۔ تقرری الحال عارضی ہوگا۔ درخواستیں ۳۰ شہریور ۱۳۵۱ف تک متعلقہ اسناد اور صداقت ناموں کے ساتھ دفتر معتمد جامعہ عثمانیہ میں وصول ہو جائیں۔

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

"یونیورسٹی خواتین ہند" کی رپورٹ پر تبصرہ کرتے ہوئے معاصر "مشیر دکن" تحریر کرتا ہے کہ "ہمارے یہاں کی کئی خواتین نے اس یونیورسٹی کے طیلسان حاصل کر کے تعلیم میں درجہ امتیاز پایا۔ اس خصوص میں یونیورسٹی خواتین ہند اور ہماری عثمانیہ یونیورسٹی میں صرف اس قدر فرق نظر آتا ہے کہ ہماری یونیورسٹی نے مادری زبان کے ذریعہ اعلیٰ تعلیم کے مقصد کو اس وقت صرف اردو تک محدود رکھا ہے۔"

ذریعہ تعلیم کو صرف اردو تک محدود رکھنا واقعی حکومت کی بڑی تنگ نظری ہے۔ اردو کی وجہ سے جو مضر نتائج پیدا ہوتے ہیں وہ "دکن کرانیکل" کی زبان سے سنئے۔

کاچی گوڑہ کے ایک دوکاندار کو
جس نے دیا سلائی کی ڈبیہ حکومت کی
مقررہ شرح سے زیادہ قیمت پر فروخت
کی قواعد دافعت حیدرآباد کے تحت
سزا دی گئی۔ ہمیں اس دوکاندار کے
عذر سے پوری ہمدردی ہے کہ وہ اردو
نہیں جانتا تھا، حکومت کے احکام کو
سمجھنے سے قاصر تھا۔ اردو کا نہ جاننا
ریاست کی ۹۰ فی صد آبادی کے
لئے ایک رکاوٹ ہے۔ (دکن کرانیکل)

کاچی گوڑہ کے باشندے اردو جانتے ہوں یا نہ ہوں یہ تو ثابت ہو گیا کہ گرانی اشیاء کی اصلی وجہ اردو کا رواج ہے۔ اب گرانی کا مسئلہ "پرائس کنٹرول کمیٹی" سے حل نہیں ہو سکتا اس کو محکمہ تعلیمات کے سپرد کر دینا چاہئے۔

موجودہ واقعات سے پیدا شدہ صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لئے حکومت مزید احتیاطی تدابیر اختیار کر رہی ہے۔ زمینداروں کو چندہ دو روز کے اندر ہوائی حملے کی پناہ گاہیں تعمیر کرنے کے لئے تنبیہہ دی گئی ہے۔ (ایک خبر)

مگر حیدرآباد میں ایسے کام تقسیم عمل کے اصول پر انجام پاتے ہیں۔ حکومت پناہ گاہیں تعمیر کرتی ہے اور زمیندار پناہ ڈھونڈتے ہیں۔

پنڈت جواہر لال نہرو نے ایک صحافتی بیان میں فرمایا ہے۔

"ہم اب جو کچھ کریں ممکن ہے کہ وہ
خطرناک ہو۔ لیکن کچھ نہ کرنا بھی خطرناک
ہوگا۔ ہم ایسے کام منتخب کریں گے
جو مقابلتاً کم خطرناک ہو۔"

یہ کہہ کر کہ نمک کے لئے خطرناک ہو یا نہ ہو تجارت کے لئے ضرور خطرناک ہے۔ سیاسی قلابازیاں تو کافی مقابلتاً کم خطرناک ہے۔

تجارت بھی قائم رہتی ہے اور سیاسی اچھل بھی۔
۶۔ ایک زمیندار پر روپے کی رونق

ریاستی باشندوں کے سامنے جو امر غور طلب ہے وہ صرف اسی قدر ہے کہ آیا اصلاحات سرے سے بھی جائیں گی یا نہیں۔ اور اگر دیے جائیں گے تو وہ کس حد تک ترقی پذیر ہوں گے۔ اس موقع پر یہ سوال ہو سکتا ہے کہ ترقی پذیر و غیر ترقی پذیر کو جانچنے کا معیار کیا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ایسا کوئی معین معیار پیش نہیں کیا جا سکتا۔ (رعیت)

ایسا کوئی معین معیار کیوں نہیں پیش کیا جا سکتا؟ جن اصلاحات کے تحت لیڈروں کو کرسی وزارت پر متمکن ہونے کا موقع ملے وہ ترقی پذیر اور جن اصلاحات میں صرف رعایا کی فلاح و بہبود پیش نظر ہو وہ رجعت پسند۔

پٹرول راشننگ کی وجہ سے مجلس بلدیہ کی صحت کمیٹی کے دورے ترک ہو رہے ہیں اور آئندہ بھی توقع نہیں ہے کہ کمیٹی ضابطہ کی بے کوئی اتحال دورے ملتوی رکھے جائیں۔ (دکن نیوز)

اس خبر پر تنقید کرتے ہوئے ایک معاصر نے تحریر کیا ہے کہ "صحت کمیٹی کا مقصد اصلی ایسے دورے ہیں جن سے صحت عامہ کی نگرانی ہو سکے نہ کہ سیر و تفریح۔ مگر موٹر کا ذریعہ نہیں مل سکتا تو موٹر کے اور ذرائع موجود ہیں۔"

معلوم ہوتا ہے کہ صحت کمیٹی کے ارکان کی صحت ٹھیک نہیں ہے ورنہ وہ پیدل دورے کرنے کے لئے آمادہ رہتے۔ ہماری رائے میں اختتام جنگ تک ارکان کمیٹی کو کسی ٹھنڈے مقام پر آرام لینا چاہئے۔

"شاید اس زمانے میں کوئی بھی شخص جو جمہوریت کے عقیدے کا حامل ہے خود ارادیت کے حق سے انکار نہیں کر سکے گا۔ اس اصول کے تحت ریاستوں کو بھی یہ حق حاصل رہنا چاہئے لیکن ظاہر ہے کہ ریاستوں سے مراد ریاستوں کے باشندے ہی ہو سکتے ہیں جو خود ارادیت کے حق کو کام میں لا سکتے ہیں اور جب کبھی خود ارادیت کا لفظ استعمال کیا گیا تو اس سے مراد عوام کی خود ارادیت کا حق ہی ہے۔" (رعیت)

اس حق سے کس کو انکار ہو سکتا ہے۔ خود ارادیت کا حق کئی صورتیں اختیار کرتا ہے اور آج کل حیدرآباد میں اسلامی زبان کی آڑ میں اس حق کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

"خود اختیاریت کی بنا پر مسٹر
رام کرشن راؤ صدر آندھرا کانفرنس

نے تلنگانہ کو قدیم تہذیبی اساس پر ایک
جداگانہ علاقہ قرار دینے، تلنگی کو ذریعہ تعلیم
بنانے اور تلنگی میں اس علاقہ کا نظم و نسق
چلانے کا مطالبہ کیا ہے۔

اسی خود ارادیت کے اصول
پر حیدرآباد اسٹیٹ آریہ کانفرنس نے
اورنگ آباد میں یہ قرارداد منظور کی ہے کہ ریاست
کے تمام مدارس میں ہندی کو ذریعہ تعلیم
قرار دیا جائے۔ اس قرارداد میں یہ بھی
بتایا گیا ہے کہ مختلف اضلاع کے ہندو
طلباء جامعہ عثمانیہ میں شریک ہوتے
ہیں وہ دوسرے صوبوں کی مقامی
زبان سے ناواقف ہوتے ہیں۔ اس لئے
وہ اردو میں کام کرتے ہیں۔ ان طلباء کو
یہ خبر نہیں کہ ہندی کس چڑیا کا نام ہے
مختلف اضلاع کے طلباء میں صرف ہندی
ہی اتحاد اور محبت پیدا کر سکتی ہے۔

سیکنڈری کمیٹی نے کہ جس خود ارادیت
کے اصول پر بعض لیڈروں نے زور دیا تھا
کہ حیدرآباد میں انگریزی کو ذریعہ تعلیم بنایا جائے"۔

دیکھا آپ نے اس خود ارادیت کے اصول
میں خود پرستی کا جذبہ کس طرح کارفرما ہے؟

"کانگریس اس وقت عجیب صورت حال سے دوچار ہے۔ وہ پریشان ہے کہ مسلمانوں کی علیحدگی پسند ذہنیت سے کس طرح نپٹ سکے گی۔ مسٹر راج گوپال چاری جیسے کانگریسی لیڈر مسلم لیگ کے نقطہ نظر کو ایک ناگزیر برائی سمجھ کر قبول کرنے تیار ہیں۔ کانگریس کی صفوں میں ہندو ذہنیت ہندوستان کی یک رنگی اور سیاسی وحدت کو برقرار رکھنے کی طرف زبردست میلان رکھتی ہے۔" (ڈاکٹر موہے)

کانگریس کی صفوں میں ہندو ذہنیت؟ مگر یہ بعیدی خیال ہے۔

"سوامی رامانند تیرتھ گذشتہ ہفتہ وردھا گئے تھے کہ حیدرآباد میں سیاسی شورش کے تعلق موجودہ صورت حال پر مہاتما گاندھی سے گفتگو کریں۔ اب وہ حیدرآباد کے سیاسی مسائل پر گفتگو کرنے کے بعد ایک معینہ پروگرام لے کر حیدرآباد واپس آ گئے ہیں۔" (مانڈیری۔ اکرل)

معاصر موصوف کو کچھ غلط فہمی ہو گئی ہے جو سوامی جی وردھا سے کوئی تعمیری پروگرام لے کر حیدرآباد آئے ہوں گے جو بہتر استحکام کارکردگی پر چار ہزار کاشت کاروں کی تنظیم پر مشتمل ہو گا۔ اگر حالات کی ناموافقت کی وجہ سے کاشتکاروں کی تنظیم پر تلنگی کی صورت اختیار کرنے اور تعمیر کے بجائے تخریب شروع ہو جائے تو اس میں سوامی جی کا کیا قصور؟

اخبار "مملکت" میں
اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیجئے۔

مسدودی پیمانہ جات

برائے خشک اجناس زراعتی

تقریر ڈاکٹر امیر علی صاحب چیف مارکٹنگ آفیسر سرکار عالی جو نشر گاہ حیدرآباد سے نشر کی گئی

آج سے چھتر سال قبل سالار جنگ اول نے ۷ ارشعبان ۱۲۸۳ھ میں دستور العمل اوزان ان الفاظ سے نافذ کیا تھا۔

"از انجا کہ بسمع سرکار رسیدہ کہ در ہر یک ضلع نہ صرف کیل و اوزان مختلف است بلکہ در کیل و وزن دادہی کم دست ہم از آن حقائل و بنیاد غربا را فریب می دہند۔ و عامہ خلائق را از آن تکلیف می رسد۔ بنا براں سرکار دستور العمل بنام در باب اوزان منظور فرمودہ۔ لہٰذا تعلیم می آید کہ ہر یک تعلقدار مضمون دستور العمل بنام در ہر یک ضلع متعلقہ خود مشتہر سازند۔"

اس دستور العمل اور اس کے متعلقہ انتظامات ہی کا نتیجہ ہے کہ اوزان کی حد تک ممالک محروسہ سرکار عالی میں جس قدر یکسانیت موجود ہے اس قدر ہندوستان کے شاذ ہی کسی صوبہ یا ریاست میں ہے۔

یہ کہنا مشکل ہے کہ سالار جنگ اول کے زمانہ میں پیمانہ جات کو استعمال مروج بھی تھا یا نہیں تھا۔ لیکن یہ امر خالی از دلچسپی نہیں کہ اس زمانہ کے بڑے شہروں میں مثلاً خود بلدہ حیدرآباد، اورنگ آباد، بیدر اور نظام آباد میں خشک اجناس کی خرید و فروخت اب تک صرف وزن سے ہوتی ہے اور پیمانہ جات کسی زمانہ میں مروج تھے ایسے کا پتہ ہی نہیں چلتا۔ بہرحال کسی وجہ سے مختار الملک کے قائدہ دستور العمل سے صرف اوزان میں تنظیم پیدا ہوئی اور پیمانہ جات کا اس میں بالکل ذکر ہی نہیں ہے۔

ریل کی آمد سے زرعی پیداوار کی تجارت بہت زیادہ ہوگئی اور تجارت کے سلسلہ میں متعدد مرکز قائم ہوگئے۔ اوزان کی کثرت کی وجہ نا عاقبت اندیش بنئے بیوپاریوں کے لئے غربا کو فریب دینے کا موقع کم تھا اور پیمانہ جات کے لئے کم سرمایہ کی ضرورت تھی۔ پیمانہ جات کا رواج ہر جگہ عام ہوگیا۔ مختار الملک کو اوزان کے متعلق جو شکایت تھی وہ عوام کو پیمانہ جات سے پیدا ہوگئی لیکن ان پیمانہ جات کے وجود نے بعض صدیوں سے زیادہ مدت تک قائم خود تنظیم کو روکے رکھا۔

آج سے دس سال قبل جب قانون زراعتی مارکٹ نافذ ہوا تو پیمانہ جات کے اس اختلاف کی وجہ سے رعایا کو جو کثیر نقصان ہو رہا تھا وہ اظہر من الشمس ہوگیا۔ لیکن اس قانون کے تحت بھی دس سال کی کوششوں اور متواتر کوشش ان پیمانہ جات میں یکسانیت پیدا کرنے میں ناکامیاب رہی۔

اس کوشش اور اس کی ناکامیابی نے صاف ظاہر کر دیا کہ بجائے پیمانہ جات میں یکسانیت پیدا کرنے کے بہتر یہ ہوگا کہ ان کا استعمال ہی بالکل مسدود کر دیا جائے چنانچہ چند مارکٹ کمیٹیوں کو مرکزی اور مقامی عہدہ داروں نے اس پر راضی کر لیا کہ اپنی مارکٹوں میں پیمانہ جات کا استعمال مسدود کر دیا جائے۔

گزشتہ بارہ ماہ کے دوران میں مارکٹ کمیٹیاں سیلو، عادل آباد، بودھن، بی بی نگر، جنگاؤں اور سرپا پیٹھ نے اس عمل کو رائج بھی کر دیا اور باقی مارکٹ کمیٹیوں نے یہ خواہش کی کہ اگر بیک وقت ہر جگہ یہ عمل رائج ہو تو انہیں نہایت سہولت ہوگی۔ چنانچہ آج سے چھ ماہ قبل یعنی بہمن ۱۳۵۱ف میں صدر المہام بہادر مال نے سررشتہ مارکٹنگ کی یہ تحریک منظور فرمائی کہ یکم شہریور ۱۳۵۱ف سے اس عمل کو آغاز کرنے کے لئے معین کیا جائے اور جملہ عمال مال سے خواہش کی گئی کہ اس عمل کو رائج کرنے کی کوشش کریں۔

خود تعلقدار صاحبان اضلاع کو ان پیمانہ جات کی وجہ جس قسم کی دشواریاں پیش آرہی تھیں یعنی نرخ، درآمد و برآمد پر نگرانی، ذخیروں کے تعلقات جنگ کے سلسلہ میں ان جملہ انتظامات کے لئے بھی اس کی سخت ضرورت تھی کہ ملک میں کوئی ایک معیار مروج کر دیا جائے۔ چنانچہ تعلقدار صاحبین بھی اس تحریک سے مطمئن ہو کر گزشتہ چھ ماہ میں اس کی حتی الامکان تشہیر فرمائی۔ اور مجمداً افراد تجارت پیشہ نے بھی اس کا ہر جگہ خیر مقدم کیا۔

اس وقت جب آپ میری اس تقریر کو سن رہے ہیں جملہ ممالک محروسہ سرکار عالی میں ۱ ماہ شہریور ۱۳۵۱ف سے تجارتی کاروبار ختم ہو چکے اور خشک اجناس زراعتی کے لئے پیمانہ جات کا استعمال تاریخ حیدرآباد میں آخری مرتبہ ہو چکا۔ امید کی جاتی ہے کہ کل سے وسیع ممالک کے ہر گوشہ میں زرعی اجناس کی خرید و فروخت صرف تول پر ہوگی۔ اور ہر جنس کا نرخ ہر مارکٹ میں ۱۰ سیر کے حساب پر برآمد ہوگا۔ اس اہم اصلاح سے جو فوائد ہوں گے ان کا تفصیلی ذکر کرنے کے لئے نہ وقت ہے اور نہ اس کی ضرورت۔

البتہ اس اہم موقع پر اتنا عرض کرنے کی ضرورت ہے کہ اتنی وسیع اصلاح یک لخت ہونا دشوار ہے۔ کسی عمل میں فوری تبدیلی کرنا اس عمل کے نقائص سے واقف ہونے کے باوجود بھی اکثر افراد پر بار گزرتا ہے اور اکثر دشواریاں عملی دشواریاں بھی موجود ہوتی ہیں۔ اس لئے حکام و افسران مقامی کے لئے یہ نازیبا ہوگا کہ رعایا کی دشواریوں کو مدنظر رکھ کر بجائے جبر کے ترغیب و تحریص سے کام لیں اور بجائے چالان و قانونی چارہ کار اختیار کرنے کے حکمت عملی کو کام میں لائیں۔ اور اگر ضرورت ہو تو خصوصاً چلر فروشی کے لئے اوزان استعمال کرنے کے متعلق تھوڑی بہت مہلت بھی فراہم کریں۔ لیکن تعلقدار صاحبان اضلاع نے اب تک اس تحریک کی اس قدر تشہیر فرمادی ہے اور خود طبقہ تجارت پیشہ نے اس کا اس فراخدلی سے خیر مقدم کیا ہے کہ غالباً ایسی مہلت کی بہت کم ضرورت ہوگی۔

بہرحال رعایا سرکار عالی قابل مبارکباد ہے کہ اس عہد جہاں آفریں میں ہماری مملکت میں وہ اصلاحات روبہ عمل ہو رہی ہیں جو ہندوستان کے کسی حصہ میں اب تک عمل پذیر نہیں ہوئیں۔ خدا ہمارے بادشاہ ذی جاہ کا سایہ عاطفت ہمارے سر پر ہمیشہ قائم رکھ کر ایسی ہزاروں اور نعمتوں سے ہم کو مالامال کرے۔ آمین۔

صابن و دیا سلائی کے واسطے کیمیائی اشیا کی تیاری کیلئے معاشی کمیٹی کی اپیل اور دو سو روپیہ کا پیشکش

مجلس عاملہ معاشی کمیٹی انجمن طیلسانین عثمانیہ نے حسب تحریک عالیجناب مولوی میر اکبر علی خان صاحب صدر معاشی کمیٹی حسب ذیل قرارداد منظور کی ہے:

موجودہ حالات کے تحت صابن و دیا سلائی کی تیاری میں بعض کیمیائی اشیاء کی سربراہی میں دشواریاں پیدا ہوگئی ہیں جس سے متعلق کارخانہ داروں نے معاشی کمیٹی کو توجہ دلائی ہے صابن سازی کے لئے کاسٹک سوڈا اور دیا سلائی کے لئے پوٹاش کی قلت محسوس کی جا رہی ہے اور ان اشیاء کا بدل معلوم کرنا ضروری ہوگیا ہے۔ اس لئے معاشی کمیٹی کی جانب سے بطور عام یہ التماس ہے کہ اگر کوئی صاحب کاسٹک سوڈا اور پوٹاش مقامی طور پر تیار کریں یا ان کا کوئی ایسا بدل معلوم کریں جس کو اہل فن اور کاروباری اشخاص مفید قرار دیں تو کمیٹی کی جانب سے ان کی خدمت میں دیا سلائی کے متعلق (۱) ایک سو روپیہ اور صابن سازی کے سلسلہ میں (۱) ایک سو روپیہ بطور انعام پیش کئے جائیں گے۔

نیز معاشی کمیٹی اہل ملک کے سائنس دان حضرات خصوصاً جامعہ عثمانیہ اور نظام کالج کے اساتذہ اور اراکین بورڈ آف ریسرچ سے درخواست کرتی ہے کہ وہ اس نازک موقع پر تحقیقاتی کام کو اس معیار پر پہنچا دیں کہ جس سے ملک کی صنعتی ترقی اور صنعتی احیاء ہو اور جو صنعتیں قائم ہو چکی ہیں وہ عدم بہم رسانی اشیاء ضروری کی وجہ متاثر نہ ہوں۔

فون نمبر (۱۳۲۷)

خزانہ عامرہ کی موٹر پر

بنارسی مال

کا مخزن

رام بخش جے چند (لاڈ بازار)

بیوپاریوں اور آرڈر سپلائی کرنے والے

پبلک کارکنوں کے مشاغل

کسٹر یہ سبھا کی جانب سے مسٹر کے ، ایم ، درما کی صدارت میں مہارانا پرتاپ جینتی منائی گئی۔ علاوہ ازیں ہندو دیوک سبھا آریہ سماج چکر پلی میں بھی مہارانا کی جینتی منائی گئی۔ ان جلسوں میں پنڈت موہن لال ، مسٹر نرسیا وغیرہ کی تقریریں ہوئیں۔

آریہ سماج مندر گوشہ محل میں پنڈت جسی لال بیاس بیرنگ پیشرن پر تقریر کریں گے۔

انجمن ہندی سبھا کار سنگھ کا دفتر حکیم نارائن داس صاحب کے دفتر موتوو بیگم بازار میں قائم کیا گیا۔

بمقام ہنوماں مندر ترنگیری زیر صدارت مسٹر کرشنا سوامی نائیڈو ایک جلسہ ہوگا جس میں ویدک ہیو اسنگھ کے اغراض کی وضاحت کی جائے گی۔

آندھرا مہا سبھا ضلع ورنگل کا اجلاس بمقام محبوب آباد منعقد ہوا جس کی صدارت مسٹر کیشو راؤ جوالا پرشاد نے کی۔ ایک قرارداد کے ذریعہ آندھرا کانفرنس کے ان تمام ارکان کے خلاف تادیبی کارروائی کرنے کی رائے ظاہر کی گئی جنھوں نے ضلع کانفرنسوں میں حصہ لیا تھا اور طے کیا گیا کہ ایسے ارکان کی ایک فہرست تمام متعلقہ مقامات سے طلب کی جائے۔

مسٹر بی ایس ، وینکٹ راؤ ، صدر بیت الاقوام اور مسٹر شیام سندر معتمد ناگپور جا رہے ہیں جہاں آل انڈیا ہریجن کانفرنس کا اجلاس ڈاکٹر امبیڈکر کی صدارت میں منعقد ہو رہا ہے۔

نظر بندان سیاسی کی نسبت سوامی رامانند تیرتھ ایک صحافتی بیان میں کہتے ہیں کہ متعدد بار حکومت کی توجہ منعطف کرانے کے باوجود ان معزز کانگریسی کارکنوں کو بلا تحقیقات نظر بند رکھا گیا ہے جن کو ڈیڑھ سال سے زیادہ عرصہ گزر گیا۔ گو مندر راؤ نائک اور دیگر قائدین اسٹیٹ کانگریس نے ایک وفد کی شکل میں ہوم سکریٹری کی خدمت میں پیش ہو کر واقعات پیش کرنے پر غور مکرر کا وعدہ کیا گیا تھا۔ متعدد نظر بندوں کو برٹش انڈیا میں رہا کر دیا گیا ہے لیکن حکومت حیدرآباد نے اس جانب کوئی قدم نہیں بڑھایا۔

مسٹر نرسنگ راؤ سکریٹری آریہ یوتی سبھا لاتور کے دورہ پر روانہ ہوئے

مجلس عاملہ مہاراشٹر کانفرنس کا اجلاس ۱۰ جولائی کو بمقام پربھنی منعقد ہوگا

آریہ یوتی نوجوان سبھا کی مجلس عاملہ نے طے کیا ہے کہ آریہ ویر دل کی تنظیم اور زمانہ جنگ کے لئے ریلیف کمیٹی قائم کی جائے اور مولوی شاہ وجاہت کے مصیبت زدگان کی امداد کے لئے ایک فنڈ کھولا جائے

نواب بہادر یار جنگ بہادر بلوچستان کے دورہ سے جا رہے ہیں اور شہر یار بلدہ واپس آئے۔

اجلاس سالانہ مجلس اتحاد المسلمین چنچل گوڑہ ۱۷ شہریور کو منعقد ہو رہا ہے جس کی صدارت مولوی افضل حسین صاحب کر رہے ہیں۔ معتمد صاحب مجلس اتحاد المسلمین چنچل گوڑہ نے اپیل کی ہے کہ ایسے وقت میں ضرورت ہے کہ ملک کی بے پناہ محبت اور خاندان آصفی کے ساتھ غیر متزلزل وفاداری کا اعلیٰ ترین مظاہرہ پیش کیا جائے۔ سب سے زیادہ لائق دید اور قابل شرکت مقام استقبال کا موقع ہے جس کی ابتدائی شاندار تیاریاں کی جا رہی ہیں۔ ۱۷ شہریور بوقت ۵ ساعت شام محلہ چنچل گوڑہ کی سرحد دبیر پورہ ریلوے گیٹ پر صدر جلسہ اور قائد ملت کا شایان شان استقبال کیا جائے گا۔

نواب بہادر یار جنگ بہادر اپنے سفر بلوچستان کے تاثرات مجلس اتحاد المسلمین چنچل گوڑہ کے سالانہ جلسہ میں بیان فرمائیں گے

پٹرول کی قلت

کمیونک

ذرائع حمل و نقل کے فقدان کے باعث ممالک محروسہ میں اکثر مقامات پر پٹرول کی قلت ہو گئی ہے۔ صورت حال اس قدر نازک ہے کہ جب تک ریلوے کی جانب سے پٹرول کے ذخائر مہیا کرنے کی سہولتیں فراہم نہ ہو جائیں بجز ان اشخاص اور سررشتہ جات کی موٹر گاڑیوں کے جو خدمات ضروریہ کی بجا آوری میں مصروف ہیں۔ غیر فوجی مطالبہ پٹرول کو نامنظور کرنا ضروری ہے۔

لہذا سرکار عالی کی رائے میں ضروری ہے کہ اختیارات مندرجہ حکم ہذا میں کو توال صاحب بلدہ اور اضلاع میں اول تعلقدار صاحبان کو دیئے جائیں۔ عہدہ داران متعلقہ کو اختیارات مذکور الصدر کو استعمال کرنے کی نسبت حسب ذیل ہدایات بعجلت انتظامی جاری کئے جاتے ہیں۔

(۱) تاریخ نفاذ حکم سے اس وقت تک جب تک کہ یہ حکم نافذ رہے کوئی کوپن یا رسید جو حکم رسد موٹر اسپرٹ بابتہ ۱۳۵۳ف کے تحت جاری ہوئی ہو قبول نہ کئے جائیں تاوقتیکہ اسپر کو توال صاحب بلدہ یا اول تعلقدار صاحبان کے (اپنے اپنے حدود اراضی میں) تصدیقی دستخط نہ ہوں۔

(۲) صرف ان اشخاص اور سررشتہ جات کی موٹر گاڑیوں کو موٹر اسپرٹ تا حکم ثانی حاصل کرنے کی اجازت ہو گی جو اس فہرست میں مندرج ہوں جس کو مجلس رسد موٹر اسپرٹ نے منظور کر کے کو توال صاحب بلدہ اور اول تعلقدار صاحبان کو روانہ کیا ہو۔ اس خصوص میں تفصیلی ہدایات مجلس رسد موٹر اسپرٹ کی جانب سے جاری ہوں گی۔

(۳) ایسے اشخاص و سررشتہ جات کی جانب سے جو کوپن اور رسائد پیش کئے جائیں ان پر تصدیقی دستخط صرف اس مقدار موٹر اسپرٹ کی حد تک کئے جائیں جس کی اجازت مجلس رسد موٹر اسپرٹ نے دی ہو۔

(۴) احکام ہذا کے بعد سے موٹر اسپرٹ صرف وہ بیوپاری فروخت کر سکیں گے جن کو منظوری دی گئی ہو اور اس کا اعلان کیا گیا ہو۔ ایسے تمام بیوپاری روزانہ ایک تختہ مہتمم کو توالی کے پاس پیش کریں گے۔ جس کے علاقہ میں پٹرول کا ذخیرہ موجود ہو اس تختہ میں یہ صراحت کی جائے گی کہ کس قدر موٹر اسپرٹ باقی رہ گیا ہے اور اس کے ساتھ ایک روز پہلے کی فروخت کا تختہ بھی پیش کیا جائے گا۔ مہتمم کو توالی ان تختہ جات کو اس علاقہ کے تصدیق کنندہ عہدہ دار کے پاس فوراً روانہ کر دیا کرے گا۔

(۵) معتمد کوپن اور رسائد رکھنے والے اشخاص صرف اس علاقہ کی دوکانوں سے موٹر اسپرٹ خرید سکیں گے جو تصدیق کنندہ عہدہ دار کے حدود اراضی میں واقع ہوں۔

سالگرہ ہمایونی

نواب صدر اعظم بہادر کی نشری تقریر

اعلیٰحضرت بندگان عالی کی سالگرہ مبارک کی تقریب میں عالی جناب نواب صدر اعظم بہادر نے بتاریخ ۱۷ شہریور ۱۳۵۵ف مطابق ۱۴ جولائی ۱۹۴۶ء شام میں ناسلکی نشرگاہ حیدرآباد سے حسب ذیل پیغام نشر فرمایا۔

آج اعلیٰحضرت سلطان العلوم شہریار دکن و برار خلد اللہ ملکہ و شوکتہ کی سالگرہ مبارک کا روز سعید ہے۔ ہمارے دل مسرت اور انبساط سے لبریز ہیں۔ خدا ظل الٰہی کو ہمارے سروں پر صد ہا سال قائم رکھے اور ہمارے جذبہ جاں نثاری کو دولت و خاندان آصفیہ کی خدمت کے لئے استوار تر بنائے۔ آمین

بندگان عالی کی ذات ہمایونی نہ صرف آپ کی وفادار رعایا کے لئے بلکہ ہندوستان کے جملہ مسلمانوں کے لئے مایہ ناز اور باعث صد افتخار ہے۔ اعلیٰحضرت کے ایک ادنیٰ سپاس گزار کی حیثیت سے میرے لئے اس جشن مسعود کے مبارک موقع پر اس طرح حاضر ہونے کا پہلا اتفاق ہے اور میں بجا طور پر اپنی قسمت پر نازاں ہوں کہ مجھے حضرت جہاں پناہی کی خدمت کا شرف حاصل ہے۔ حکومت سرکار عالی کے صدر اعظم کی حیثیت سے میری آواز سارے حیدرآباد کی آواز ہے اور اس میں ہمارے ملک کے ان بہادر سپاہیوں کی آواز بھی شامل ہے جو حیدرآباد کے قدیم روایات کو زندہ رکھنے کے لئے اپنے وطن سے دور جنگ کے مختلف میدانوں میں داد شجاعت دے رہے ہیں۔ اسی احساس کے ساتھ آج میں اس نشرگاہ سے اہل حیدرآباد کی عقیدت مندی اور وفاشعاری کا یہ ہدیہ تبریک و تہنیت لے کر بارگاہ سلطانی میں حاضر ہوں گی عزت اور سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ زمانہ نت نئی کروٹیں بدلتا ہے تو بدلا کرے مگر ہماری جبین نیاز نہ اس آستان عالی سے اٹھی ہے اور نہ اٹھے گی۔ ہم آج پھر اپنی زندگی کے واحد مقصد کو ایک بار دہراتے ہیں کہ جنگ کے اس پر آشوب زمانہ میں حضرت پیر و مرشد خاندان شاہی اور تخت آصفیہ کی حفاظت کے لئے اپنے خون کے آخری قطرہ سے بھی دریغ نہ کریں گے۔ خدا ذات ہمایونی اور خاندان شاہی کو دائم قائم رکھے۔ آمین

قحط کے امدادی کام

مختلف ناگہانی اوقات میں جملہ ۲ کروڑ ۳۲ لاکھ کی رقم صرف کی گئی

ہمیشہ کاشتکاروں کو فوراً امداد دیجاتی رہی

ممالک محروسہ سرکار عالی جیسے وسیع رقبے میں جو (۸۲۰۰۰) مربع میل سے زیادہ ہو یہ بات بطور یقین کہی جا سکتی ہے کہ بعض حصوں میں معمول سے کم یا زیادہ بارش ہوتی رہے۔ خاص طور پر ایک قطعہ ہے جو ریاست کے جنوب مغربی گوشے میں واقع ہے اکثر ناکافی بارش ہوتی ہے اسے "قحط کا علاقہ" کہتے ہیں اس میں اضلاع گلگندہ، محبوب نگر، رائچور، گلبرگہ، عثمان آباد، بیڑ، اورنگ آباد کے بعض علاقے داخل ہیں۔ اس حصہ میں بارش کا اوسط سالانہ (۲۵) انچ سے کم رہتا ہے اس لئے قحط اور قحط کے دستور العمل کے مطابق دوسرے مقامات کے برخلاف یہاں بار بار امدادی کام اور دوسری تدبیریں اختیار کرنے کی ضرورت پڑتی ہے

مستقل انتظام۔

ان ہی حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک مدت قبل ہی سے حکومت سرکار عالی نے اس قسم کی کارروائیوں کے لئے ایک مستقل ادارہ قائم کیا ہے جس کا نام "مجلس قحط" ہے اور جو محکمہ مال کے زیر نگرانی اپنے فرائض انجام دیتا ہے۔ قحط اور بارش کی قلت کی صورتوں میں امدادی کام انجام دینے اور اضلاع میں ضروری کاروائیوں کا پروگرام مرتب کرنے کی ذمہ داری کمشنر قحط پر ہے۔ ان کارروائیوں میں تنظیم و ترتیب پیدا کرنے کے لئے دستور العمل بھی وضع ہو چکا ہے۔

طریق کار۔

اکثر قحط کے علاقوں میں ستمبر اور اکتوبر کے مہینوں میں بارش نہیں یا بالکل ناکافی ہو کر گرانی اور قحط کے آثار پیدا ہو جاتے ہیں۔ ملک سرکار عالی کے کسی علاقہ کی نسبت اسی قسم کی اطلاع وصول ہوتے ہی سب سے پہلے قحط کے فنڈ سے تقاوی قرضے دئے جاتے ہیں۔ بمصول مال گزاری فیاضانہ طور پر معاف ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں بن چرائی کا محصول نہیں لیا جاتا۔ جنگلے اور محفوظ جنگلوں اور محکمہ مال گزاری کے رمنوں میں جانوروں کو چرانے کی عام اجازت دیجاتی ہے۔ اضلاع اورنگ آباد اور ناندیڑ میں محکمہ کے رمنوں میں چارہ فراہم کرنے کے لئے جو علاقے محفوظ کر دئے گئے ہیں وہاں سے قحط زدہ علاقوں میں چارہ منتقل کیا جاتا ہے۔ اور سررشتہ جات تعمیرات و کل فنڈ اور جنگلات کی جانب سے امدادی کام تجربے کے طور پر شروع کئے جاتے ہیں۔ تاکہ اس بات کا پتہ چلے کہ حقیقتاً کس قدر امداد کی ضرورت ہے اگر آثار ظاہر کریں کہ حالات میں اضافہ ہو تو زائد مزدوروں کی نگرانی اور آبپاشی کے وہ کام شروع کئے جاتے ہیں جو ضلع کے امداد قحط کے پروگرام میں داخل ہوں۔ رفتہ رفتہ امداد دیجاتی ہے۔ اور خانگی امدادی چندے وصول کرنے کا انتظام ہوتا ہے۔ اس طرح دستور العمل میں جو طریقہ کار بتایا گیا ہے اس کی پوری پوری پابندی کی جاتی ہے۔ چنانچہ حال میں سنہ ۱۳۴۵ف میں اضلاع کریم نگر اور عادل آباد کے بعض حصوں میں اس پر نہایت عمدگی کے ساتھ عمل کیا گیا۔

قحط کا امدادی فنڈ۔

قحط یا گرانی کے وقت جو تدبیریں عمل میں لائی جاتی ہیں ان کے تمام اخراجات قحط کے فنڈ سے ادا ہوتے ہیں۔ یہ فنڈ گزشتہ انیس سال سے قائم ہے۔ اور اس کے لئے ہر سال بجٹ میں سالانہ (۱۰) لاکھ کی رقم مختص کر دی جاتی ہے علاوہ ازیں تقاوی رقم کا سود بھی اس میں شامل کیا جاتا ہے۔ اس وقت زائد و فرق کی مقدار ۵۰ لاکھ ہے گزشتہ سال کے اختتام تک اس فنڈ سے جو رقم خرچ کی گئی اس کی جملہ مقدار تقریباً ۲ کروڑ ۳۲ لاکھ پچاس ہزار ہوئی ہے۔

سنہ ۱۳۴۲ف سے سنہ ۱۳۴۵ف (سنہ ۱۹۳۲ء تا ۱۹۳۶ء) تک چار سال کی مدت میں قحط کے امدادی فنڈ سے مختلف کاموں پر (۲۹) لاکھ ۱۳ ہزار کی رقم خرچ کی گئی گزشتہ سال اس فنڈ سے مزید (۳۰) لاکھ بچائے گئے۔ اس سال بھی (۳۵) لاکھ ۶۶ ہزار کی رقم امدادی کاموں کے لئے مختص کی گئی ہے۔

مالی امداد۔

اس فنڈ کے ذریعہ خاص طور پر قحط کے علاقے میں آبپاشی کے پراجکٹ تعمیر پاتے ہیں چنانچہ حال ہی میں ضلع بیڑ میں (۲۵۶) لاکھ کے مصارف سے رولی پراجکٹ تکمیل پایا اور عنقریب ضلع گلگندہ میں ڈنڈی پراجکٹ شروع ہوا جس کی تعمیر پر تخمیناً (۲۵۳) لاکھ خرچ ہوں گے۔

اس پراجکٹ کے تحت (۲۴۳) مواضعات کی (۳۹۰۰۰) ایکڑ زمین سیراب ہونے کی توقع ہے یہ فرا آب جو سررشتہ آبپاشی کی جانب سے تعمیر ہو رہا ہے نہایت نفع بخش ہوگا۔ اس کی تعمیر تقریباً مکمل ہو چکی ہے اور آئندہ مانسون کے وقت اس کا پانی استعمال کیا جائے گا کھیتوں میں نالے تیار کرنے کے لئے (۱۰۱۲) لاکھ رقم تقاوی دی گئی ہے۔ علاوہ ازیں دوران جنگ اور بعد جنگ زمانے میں غلہ اور چارہ کی پیداوار میں اضافہ کرنے کے متعلق حکومت کی جو تجویزیں ہیں ان کے مطابق دو اور تالابوں کی تعمیر حکومت کے زیر غور ہے۔ ایک تو ضلع محبوب نگر میں ینڈہ پلی کا تالاب جس پر تخمیناً (۱۸۱۱) لاکھ خرچ ہوں گے دوسرے تعلقہ پرینڈہ ضلع عثمان آباد میں ... کا تالاب جو ... لاکھ کے مصارف سے تکمیل پائے گا ... حکومت کی کارروائیاں قحط کے رقبے یعنی عثمان آباد، گلبرگہ، رائچور اور ورنگل تک محدود ہیں۔

محکمہ کنندگی ارضیات کی کارگذاری

علاوہ ازیں محکمہ کنندگی ارضیات کو جس کی کارگذاری صرف قحط کے رقبوں تک محدود ہے اس فنڈ سے سالانہ (۲) لاکھ کی رقم دیجاتی ہے۔ یہاں اس امر کا تذکرہ مناسب ہوگا کہ یا بغیر ... آسمان جاری رہا اور عموماً جاگیرات حکومت سرکار عالی کے توسط سے اپنے اپنے علاقوں میں باؤلیوں کی تعمیر پر رضامندی ظاہر کی ہے مجلس قحط نے تقویم کیا ہے جن جاگیرداروں کی ضرورت ہو انہیں ۲ فی صد شرح سود سے قرضہ دیا جائے جو (۳۰) قسطوں میں ادا ہوگا۔ اس تقویم کے مطابق حکومت نے مذکورہ بالا دونوں کاموں کے لئے ۳۳۲ ۰۵ لاکھ کی رقم منظور کی ہے۔

بعض امداد۔

پریشاں حال رعایا کو جو مدد دی جاتی ہے اس کا اندازہ کچھ اس حقیقت سے ہو سکے گا کہ گزشتہ پانچ سال کی قلیل مدت میں فصل تلف ہو جانے کے باعث (۲۹۹۷۶۸۰۰) روپیوں کی حد تک رقم مال گزاری معاف کی گئی۔ علاوہ ازیں موجودہ معاشی کساد بازاری کا لحاظ رکھتے ہوئے اس معاملہ میں عارضی طور پر بڑی رعایا اور زیر بار ارضیات کے محصول میں (۳۲۲۳۰۰۰۰۷۳) روپیوں کی حد تک معافی عمل میں آئی۔ حال حال میں سلور جوبلی مبارک کے سلسلہ میں مزید (۱۳۳) لاکھ کی معافی عطا کی گئی تھی۔ یہ امداد صرف علاقہ دیوانی سے متعلق ہیں۔ صرف خاص مبارک اور جاگیرداروں کی جانب جو معافیاں دی گئیں ان کا شمار نہیں کیا گیا۔

اشتہار حاضری وغیرہ مرتبہ از محکمہ عدالت دیوانی منصفی
تعلقہ بھینسہ ضلع ناندیڑ واقع شہریور ۱۳۵۱ف
عدد ۲۲ متفرق
۱۳۵۱ف
بأجلاس مولوی محمد یوسف الدین صاحب ایم اے ایل ایل بی
منصف بھینسہ ضلع ناندیڑ

معتمد
درخواست حصول صداقت نامہ وراثت متوفی کشن گویند راؤ پاٹلک بہ جاری باسر

بنام
شاردا بائی زوجہ متوفی ساکنہ باسر
بنام انسا بائی زوجہ ڈگمبر پاٹلک دختر متوفی ساکنہ باسر

ذریعہ ہذا مشتہر کیا جاتا ہے کہ مسماۃ شاردا بائی زوجہ کشن راؤ ساکنہ باسر نے درخواست عطائی صداقت نامہ وراثت پیش کی ہے کہ متوفی کے نام ضلع حمایت سب پوسٹ آفیس باسر میں جمع ہیں جس کا پاس بک نمبر ۳۵۵ جلد (۲) ۱۳۵۱ف ہیڈ آفیس ناندیڑ ہے۔ صداقت نامہ دیا جاتا ہے لہذا وارثت تا اوائل اور اس کے علاوہ دیگر کوئی ورثا ہو تو وہ اندرون تاریخ پیشی ۹ مہر ۱۳۵۱ف یوم چہار شنبہ بوقت ۱۱ بجے حاضر عدالت ہذا ہو کر عطائی صداقت نامہ وراثت میں کوئی عذر ہو تو پیش کریں بصورت غیر حاضری حسب ضابطہ کارروائی ہوگی پھر کوئی عذر مسموع نہ ہوگا۔
آج بتاریخ ۱۵ شہریور ۱۳۵۱ف میری دستخط اور مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔

دستخط
سررشتہ دار

دستخط
منصف دار

کیا تحریک ستیاگرہ شروع ہوگی؟

مجلس عاملہ کانگریس کی قرارداد

وار دھا ۱۴ جولائی۔ مجلس عاملہ کانگریس کی منظورہ قرارداد کا پورا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

"روز مرہ کے واقعات اور ہندوستان کے باشندوں کے تجربہ سے کانگریسیوں کی اس رائے کی تصدیق ہوتی ہے کہ ہندوستان میں برطانوی حکومت فوراً ختم ہو جانی چاہیے، محض اس لئے نہیں کہ اجنبی تسلط بہترین شکل میں بھی بجائے خود ایک شر اور محکوم باشندوں کے لئے پیہم باعث ضرر ہے بلکہ اس لئے کہ غلامی میں ہندوستان اپنی مدافعت میں اور نوع انسانی کو تباہ کرنے والی جنگ کی قسمتوں پر اثر ڈالنے میں موثر حصہ نہیں لے سکتا۔ ہندوستان کی آزادی اس طرح نہ صرف ہندوستان کے مفادات کے لئے ضروری ہے بلکہ دنیا کی سلامتی اور نازیت، فاشیت، عسکریت اور کسی قوم کے دوسری قسم کی سامراج اور اقدام کے خاتمہ کے لئے بھی۔ عالمی جنگ کے چھڑنے کے بعد سے کانگریس پریشان نہ کرنے کی پالیسی پر احتیاط سے کاربند رہی۔ اپنی ستیاگرہ کے بے اثر ہونے کا خطرہ مول لے کر بھی اس نے ارادی طور پر اس کو انفرادی نوعیت اس توقع میں دی کہ پریشان نہ کرنے کی اس پالیسی کے منطقی انتہا کو پہنچنے پر اس کی قدر کی جائے گی اور حقیقی اقتدار عوام کے نمائندوں کو منتقل کیا جائے گا تاکہ قوم ساری دنیا میں انسانی آزادی کے حصول میں جو پامال ہونے کے خطرے میں ہے پورا حصہ لے۔ اس کو یہ بھی توقع تھی کہ ایسی احتیاط سے کوئی ایسی چیز نہیں کی جائے گی جو ہندوستان پر برطانوی گرفت کو مضبوط کرے۔ یہ توقعات بہرحال پارہ پارہ ہو گئیں۔ ناکام کرپس کی تجاویز نے واضح ترین امکانی طریقہ پر بتا دیا کہ ہندوستان کی نسبت برطانوی حکومت کی روش میں تبدیلی نہیں ہوئی اور ہندوستان پر برطانوی گرفت کسی طرح ڈھیلی نہیں ہوگی۔ سر اسٹیفورڈ کرپس سے گفت و شنید میں کانگریسی نمائندوں نے اقل ترین چیز حاصل کرنے کی پوری کوشش کی جو قومی مطالبہ کے مطابق ہو، لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا۔

"اس مایوسی کے نتیجہ میں برطانیہ کے خلاف عناد میں تیزی سے وسیع اضافہ ہوا اور جاپانی افواج کی کامیابی پر اطمینان بڑھتا گیا۔ مجلس عاملہ اس واقعہ کو نازک اندیشہ کی نظر سے دیکھتی ہے کیونکہ اگر روکا نہ گیا تو وہ ناگزیر طور پر اقدام کی مجہول قبولیت پر منتج ہوگا۔ مجلس کی رائے ہے کہ ہر اقدام کی مقاومت ہونی چاہئے کیونکہ اس کی کسی اطاعت کا مطلب ہندوستانی باشندوں کی ذلت اور ان کی محکومی کے تسلسل کی صورت میں نتیجہ ہوگا۔ کانگریس ملایا، سنگاپور اور برما کے تجربے سے اجتناب کرنے کی آرزو مند ہے اور کسی اقدام یا ہندوستان پر جاپانی یا کسی اجنبی دولت کی چڑھائی کی مقاومت کی تعمیر کی خواہش مند ہے۔

فرقہ واری

"کانگریس برطانیہ کے خلاف موجودہ بدخواہی کو خیر خواہی میں تبدیل کرے گی اور ہندوستان کو اس قابل بنائے گی کہ وہ اقوام عالم کی آزادی کی مشترکہ مہم اور اس کے بعد تجربات و تبدلات میں اپنی رفقاء سے شریک ہو سکے۔ یہ اس وقت ممکن ہے جب ہندوستان آزادی کی دمک محسوس کرے۔ کانگریس کے نمائندوں نے فرقہ وارانہ گتھی کو سلجھانے کی انتہائی کوشش کی۔ لیکن ایک اجنبی دولت کی موجودگی نے اس چیز کو ناممکن بنا دیا اور صرف بیرونی تسلط اور دخل اندازی کے معدوم ہو جانے پر موجودہ بے حقیقی ایک حقیقت بن جائے گی۔ اور ہندوستان کے باشندے، جن کا تعلق تمام جماعتوں اور گروہوں سے ہوگا، ہندوستان کے مسائل سے روبرو ہو کر آپس کی متفقہ اساس پر انہیں حل کریں گے۔ موجودہ سیاسی جماعتیں، جو زیادہ تر برطانوی اقتدار پر اثر ڈالنے اور اس کی توجہ مرکوز کرنے کے لئے قائم ہوئی ہیں، غالباً اس وقت کام کرنا ترک کر دیں گی۔ ہندوستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ اس بات کو محسوس کیا جائے گا کہ رؤسا، جاگیردار، زمیندار، آجر اور سرمایہ دار طبقے دولت اور جائداد کھیتوں اور کارخانوں وغیرہ میں کام کرنے والے مزدوروں سے حاصل کرتے ہیں حالانکہ انہیں مزدوروں کو اقتدار اور قوت حاصل ہونی چاہئے۔

برطانوی راج کی واپسی کے بعد؟

"ہندوستان سے برطانوی راج کی واپسی پر ملک کے ذمہ دار مرد اور عورتیں ایک عبوری حکومت قائم کرنے کے لئے اکٹھے ہوں گے جو باشندگان ہند کے تمام اہم طبقات کی نمائندہ ہوگی اور جو بعد میں ایک اسکیم مرتب کرے گی جس کی رو سے ایک مجلس دستور ساز طلب کی جائے گی تاکہ حکومت ہند کے لئے ایک آئین تیار ہو سکے جو رعایا کے تمام طبقات کے لئے قابل قبول ہوگا۔ جو مسائل اٹھائے گئے ہیں وہ ناگزیر اور دور رس اہمیت رکھتے ہیں اس لئے اس معاملہ کو آخری فیصلہ کے لئے کل ہند کانگریس کمیٹی میں پیش کیا جائے گا۔ کل ہند کانگریس کمیٹی، ۷ اگست اور بعد کے ایام میں بمبئی میں منعقد ہو رہی ہے۔

انصرام جنگ

"آزاد ہندوستان اور برطانیہ عظمیٰ کے نمائندے آئندہ تعلقات کے مطابق اور اقدام کے مقابلہ کے مشترک مفاد کے لئے اتحادیوں کی حیثیت سے دونوں ممالک کے تعاون پر آپس میں بات چیت کریں گے۔ کانگریس کی یہ پرخلوص خواہش ہے کہ رعایا کے متحدہ عزم اور قوت کے ذریعہ اقدام کی موثر مقاومت کے قابل ہندوستان کو بنایا جائے۔ ہندوستان سے برطانوی راج کی واپسی کی تجویز پیش کرتے ہوئے کانگریس برطانیہ عظمیٰ یا اتحادی دول کو ان کے انصرام جنگ میں پریشان کرنے کا سرے سے کوئی ارادہ نہیں رکھتی ہے اور نہ کسی صورت میں ہندوستان پر اقدام کی حوصلہ افزائی یا جاپانیوں یا محوری گروہ سے تعلق رکھنے والی کوئی اور دولت کا دباؤ بڑھانا چاہتی ہے۔

اتحادی فوجوں کی تعیناتی

"کانگریس کا یہ ارادہ بھی نہیں ہے کہ اتحادی دول کی دفاعی صلاحیت کو نقصان پہنچایا جائے، اس لئے کانگریس جاپانیوں یا دیگر اقدامیوں کی مقاومت کرنے اور چین کی حفاظت و مدد کرنے کے لئے ہندوستان میں اتحادی مسلح فوجوں کی تعیناتی پر آمادہ ہے اگر ایسی خواہش کی جائے۔ برطانوی اقتدار کی واپسی کی تجویز کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ہندوستان سے تمام برطانوی اشخاص کی واپسی عمل میں آئے اور یقیناً ان اشخاص کی واپسی مراد نہیں ہے جو ہندوستان کو اپنا وطن بناتا اور یہاں شہری اور دوسروں کے مساوی مرتبہ کے ساتھ رہنا چاہیں۔

اگر ایسی واپسی خیر اندیشی سے عمل میں آئے تو اس کا نتیجہ ہندوستان میں مستحکم عارضی حکومت کا قیام اور اقدام کی مقاومت کے لئے اور متحدہ اقوام کا تعاون اور چین کی مدد ہوگا۔ کانگریس محسوس کرتی ہے کہ کس راہ میں خطرات ہو سکتے ہیں۔ بہرحال ایسے خطرات کا مقابلہ کسی ملک کو کرنا ہوگا تاکہ آزادی حاصل کی جائے اور خصوصاً موجودہ نازک موقع پر ملک کو اور ساری دنیا میں عظیم خطرات سے آزادی کے عظیم تر مقصد کو بچایا جائے۔ اس لئے کانگریس ہرچند کہ اپنے قومی مقصد کے حصول کے لئے مضطرب ہے لیکن وہ جلد بازی سے کوئی قدم اٹھانا نہیں چاہتی اور جہاں تک ممکن ہو سکے ایسے طرز عمل سے اجتناب کرے گی جس سے متحدہ اقوام کو پریشانی ہو۔ کانگریس برطانوی اقتدار سے بہت معقول اور واجبی تجاویز قبول کرنے کو کہتی ہے نہ صرف ہندوستان کے مفادات بلکہ آزادی اور آزادی کے مقصد کی خاطر جس سے متحدہ اقوام اپنی وابستگی کا اعلان کرتی ہیں یہاں منسلک کی گئی ہیں۔

ستیاگرہ کی دھمکی

"بہرحال اگر یہ اپیل ناکام رہے تو کانگریس نازک اندیشہ کے موجودہ صورت معاملات کے تسلسل کو دیکھے بغیر نہیں رہ سکتی جو صورت حال کو خراب بنا دے گی اور اقدام کی مقاومت کے لئے ہندوستان کی مرضی اور طاقت کو کمزور کر دے گی۔ کانگریس تب طوعاً و کرہاً ساری بے تشدد قوت کو استعمال کرنے پر مجبور ہو جائے گی جو اس نے ۱۹۲۰ء کے بعد سے حاصل کی ہے جب اس نے عدم تشدد کو سیاسی حقوق اور آزادی کے حصول کے لئے اپنی پالیسی بنایا تھا۔ ایسی وسیع جدوجہد لازماً مہاتما گاندھی کی قیادت کے تحت ہوگی۔"

تاج محل

ہیر ڈریسنگ سیلون

لیڈیز اینڈ جنٹس

روبرو

ڈاکٹر کرو سکر ترپ بازار حیدرآباد

سر محمد ظفر اللہ خاں کا پرجوش استقبال

(بذریعہ ہوائی ڈاک)

چین میں ہندوستان کے پہلے ایجنٹ جنرل سر محمد ظفر اللہ خان ۲۷ مئی کو چنگنگ پہنچے۔ چینی قوم نے آپ کا پرتپاک خیر مقدم کیا۔ چینی اخبارات سے آپ کی پہلی ملاقات بہت اطمینان بخش رہی۔ آپ نے آتے ہی ایک ملاقات کے دوران میں فرمایا۔

"گذشتہ پانچ برس سے ہم یہ دیکھ کر تعریف اور ہمدردی کرتے رہے ہیں کہ کس طرح چینیوں نے جاپانی حملہ کا پُرعزم مقابلہ کیا ہے چنانچہ ایسے وقت میں جو ہمارے دونوں ملکوں ہی کی تاریخ میں نہیں بلکہ ساری دنیا کی تاریخ میں ایک نازک دور ہے چنگنگ میں پہلے ہندوستانی نمائندے کی حیثیت سے آنا بڑے فخر کی بات سمجھتا ہوں مجھے امید ہے کہ میری موجودگی ان باہمی مفادات کی نشانی سمجھی جائے گی جنہوں نے ہندوستان اور چین کو ایک دوسرے سے وابستہ کر رکھا ہے۔ مجھے توقع ہے کہ ذاتی میل ملاپ سے ان طریقوں کو زیادہ تفصیل کے ساتھ معلوم کیا جا سکے گا جن کے ذریعہ پہلے اپنے دشمنوں کو تباہ کرنے اور پھر خوشحالی کے باہمی تعلقات کے ساتھ امن اور خوشحالی کو دوبارہ قائم کرنے میں ایک دوسرے کی مدد کی جا سکے گی اور اس باہمی امداد کو مزید ترقی دی جا سکے گی۔

"مجھے یقین کامل ہے کہ ہمارے یہ دونوں بڑے ملک جو تہذیب و تمدن کے نہایت گہرے روابط سے وابستہ ہیں جنگ کے بعد کی دنیا میں بہت اہم حصہ لیں گے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ یہ محسوس کر لیں کہ تمام برطانوی اقوام کی طرح ہندوستان کی بھی یہی خواہش ہے کہ وہ آپ کو اس بارے میں مدد دے کہ آپ ہم دشمنوں کے مقابلے میں جو اپنی لالچ اور ہوس کی بنا پر محکوم بنانا اور برباد کرنا چاہتے ہیں انسان کے مشترکہ حقوق اور آزادی کے لئے جنگ جاری رکھیں۔"

چینی قوم کو سر ظفر اللہ خان کے مشن سے کیا توقعات ہیں اس کا اندازہ چنگنگ کے ایک اہم روزنامہ چانیا کی نمبر سے ہو سکتا ہے جو لکھتا ہے۔

"چنگنگ میں سر ظفر اللہ خان کی تشریف آوری سے چین اور ہندوستان کے درمیان زیادہ گہرے تعلقات کی ابتدا ہوئی ہے۔ ان دونوں ملکوں کے درمیان جو قدیم دوستانہ تعلقات چلے آ رہے ہیں ان کے پیش نظر چینی قوم نے سر ظفر اللہ خان کا خیر مقدم جس میں پرجوش طریقہ پر کیا ہے دنیا دوسرے ملکوں کے سفراء کا اب تک نہیں کیا۔ یہ بالکل فطری بات ہے خصوصاً اس سفیر کے مشن کی اہمیت کو دیکھتے ہوئے کہ وہ چین اور ہندوستان کے درمیان گہرا اشتراک عمل پیدا کر کے جملہ ایشیائی اقوام کو عالمگیر برادری کی جمہوری حکومت کی راہ دکھانا چاہتا ہے۔"

قومی حکومت کے معنے

(بقیہ سلسلہ صفحہ (۱))

لہذا قومی اقتدار کے نظریہ میں حالات کے لحاظ سے جب تک کچھ ترمیم نہ کی جائے قومی آزادی کے حصول کے لئے مفید نہ ہوگا بشرطیکہ قومی آزادی کا منشا ہندوستانی عوام کی فلاح و بہبود ہو۔ ملک کی مدافعت اور دول محور کو شکست دینے اور فاسسیت کا قلع قمع کرنے کے لئے مساعی جنگ میں حصہ لینا ایسے شرائط ہیں جن سے ہندوستان کو ایسی آزادی حاصل ہو سکے گی جو عوام کی فلاح و بہبود میں ترقی کا باعث ہو۔ کوئی حکومت جو ان فرائض کو انجام دینے کے لئے تیار اور انجام دہی کی صلاحیت رکھتی ہو قومی حکومت کہلائی جا سکتی ہے۔ ارکان حکومت کی نوعیت ثانوی حیثیت رکھتی ہے۔ اصل چیز تو پالیسی ہے۔

ایسی صورت میں صرف وہی لوگ وائسرائے کی جدید کونسل کی مخالفت کریں گے جو غرض مند ہیں۔ اس کونسل کو ایک قومی حکومت کی طرح کام کرنے کے پورے مواقع حاصل ہیں۔ چند انگریزوں کی موجودگی کوئی قباحت نہیں۔ کیونکہ وہ ملک کے دفاعات کی تنظیم میں کونسل کی مزاحمت نہیں کریں گے۔

جنگی کابینہ

ہم نے ابتداء سے قومی حکومت کے بجائے ایک جنگی کابینہ کے قیام کا مطالبہ کیا ہے۔ وائسرائے کی جدید کونسل کے سلسلہ میں بھی ہم اس مطالبہ کا اعادہ کرتے ہیں۔ وائسرائے کی کونسل کو کابینہ جنگ کی طرح کام کرنا چاہئے جس کا مقصد واحد جنگ جیتنا اور اس غرض کے لئے سب کچھ کرنا ہو۔ سوال یہ ہے کہ آیا وائسرائے کی جدید کونسل ملک کے دفاعات کو منظم کر سکتی ہے؟ کیا وہ ہندوستان کو اس قابل بنا سکتی ہے کہ دول محور کو شکست دے کر فاسسیت کا قلع قمع کرنے میں زیادہ سے زیادہ حصہ لے سکے؟ ہم نہیں کہہ سکتے کہ کونسل کے کتنے ارکان اس معیار پر پورا اتر سکتے ہیں سمجھا جاتا ہے کہ جنگ میں لڑنے کا کام صرف فوجوں کا ہے اور دوسروں کو مترددد ہونے کی ضرورت نہیں۔ اور یہ باور کیا جاتا ہے کہ سیول حکومت کا کام بدستور نظم و نسق چلانا ہے۔ مگر یہ محسوس نہیں کیا جاتا کہ فوج کے پیچھے عوام کو بھی منظم کرنے کی ضرورت ہے۔ سیول حکومت کا یہ سب سے بڑا کام ہے۔

وائسرائے کی جدید کونسل ان نازک حالات میں کام شروع کر رہی ہے۔ اس کی دشواریاں ان فوجی واقعات سے اور بڑھ گئی ہیں جو مشرق وسطیٰ میں وقوع پذیر ہو رہے ہیں۔ عوام کے ذہنوں پر ڈھما کا تسلط ہے۔ حکومت کو چاہیئے کہ اپنے عمل سے عوام پر اپنا اثر قائم کرے۔

معاشی پہلو

اب تک جنگ سے کاروباری لوگ خوب فائدہ اٹھاتے رہے ہیں چند کارخانہ دار اور تاجروں نے خوب دولت پیدا کر لی مگر عوام بڑی بھاری مشکلات سے دوچار ہیں۔ حکومت حال سے غافل نہیں رہی۔ لیکن اس کا طریقہ کار سطحی رہا۔ اشیاء کی قیمتیں مقرر کر دی گئی ہیں مگر گرانی نہیں ہو رہی ہے۔ مصنوعی طور پر گرانی پیدا ہو گئی ہے جن کے پاس پیسہ ہے وہ ہر چیز خرید سکتے ہیں صرف غریبوں کو مصائب سے دوچار ہونا پڑ رہا ہے اس واقعہ کو نظر انداز کر کے کہ نفع اندوزی کرنے والوں نے مصنوعی طور پر گرانی پیدا کر دی ہے حکومت نے "زیادہ اناج اگاؤ" کی مہم جاری کر دی۔ مگر زیادہ اناج اگانے کی ضرورت کیا ہے؟ جنگ کی وجہ سے ملک کی آبادی میں اضافہ تو نہیں ہوا۔ اور نہ لوگوں نے زیادہ کھانا شروع کر دیا ہے واقعہ یہ ہے کہ اناج کی قلت نہیں ہے حکومت کو چاہیے کہ گرانی قیمت اشیاء کو سختی کے ساتھ نافذ کرے۔ ذخیرہ جمع کرنے والوں کو سخت سزا دی جائے اس سے صورت حال میں فوراً بہتری پیدا ہوگی۔

قائم شدہ ۱۸۷۰ء

سیّد عبدالرزاق اینڈ کمپنی

کیمسٹ خاص اعلیحضرت حضور نظام خلداللہ ملکہ وسلطنتہ

صدر دفتر
چارکمان حیدرآباد دکن
فون نمبر ۲۰

شاخین
عابد روڈ
فون نمبر ۲۸۱

آکسفورڈ اسٹریٹ سکندرآباد
فون نمبر ۲۲۵

ختم نبوت
علامہ اقبال کا ایک مقالہ
قیمت ۱۳ر
احمدیہ پریس چار مینار حیدرآباد

پارچہ جات

ایف۔ڈی خان اینڈ کمپنی

محی الدین بلڈنگ حیدرآباد

کفایت کی خاطر

ریڈیو لیگ کے رکن بن جائیے

لاوڈ اسپیکر کرایہ پر دیئے جاتے ہیں
پرانے ریڈیو درست اور فروخت کیے جاتے ہیں

ریڈیو ہاسپٹل

لمیٹیڈ

توپ کا سانچہ حیدرآباد

دیسی صنعت

حیدرآباد کے کاریگروں کے ہاتھ سے بنائے ہوئے

خوش نما شیروانی بٹن

جو ہر قسم کے کپڑوں پر موزوں ہو سکتے ہیں

قیمت (عہ)

ملنے کا پتہ

محمد عبدالرحمٰن جنرل مرچنٹ پتھر گٹی کمان حیدرآباد دکن

عزیز

برادران

تاجران غلہ

نظام شاہی روڈ

حیدرآباد دکن

مہاراجہ وجیشیل ہیر آئیل

طلائی تمغہ یافتہ

بالوں کو بڑھاتا سفیدی کو روکتا ہے دماغ کو قوت آنکھوں کو ٹھنڈک پہونچاتا اور فرحت بخشتا ہے۔

قیمت فی شیشی عہ ۱۲ر

بھگوان اینڈ کمپنی گلزار حوض حیدرآباد دکن

فن تاریخ کی چند معیاری کتابیں

خلافت اندلس۔ از نواب ذوالقدر جنگ بہادر۔ اندلس (اسپین) کی جامع تاریخ ہے خصوصاً اسلامی عہد کے متعلق جملہ معلومات جمع کی گئی ہیں۔ متعدد عکسی تصاویر۔ رنگا رنگی قیمت بارہ روپیہ

کارنامہ سروری۔ نواب سرور الملک بہادر کی خود نوشتہ سوانح حیات۔ نواب صاحب نے اپنے حالات کے ساتھ ساتھ حیدرآباد کے مدبرین و ارکین سلطنت مشاہیر اور مدبرین کا تفصیلی تذکرہ تحریر فرمایا ہے آج سے پچاس پچپن سال پہلے حیدرآباد کے سماجی، معاشرتی اور اقتصادی حالات کے متعلق کافی معلومات درج ہیں چھ روپے۔

سوانح چاند بی بی۔ از مولوی سید احمد اللہ قادری احمد نگر کی شہرہ آفاق ملکہ چاند سلطانہ کی مستند سوانح حیات اور اس کے عہد کی محققانہ اور مکمل تاریخ ہے۔

قیمت۔ تین روپے

تیز۔ اردو ادب کی جملہ قدیم اور جدید کتابیں اور حیدرآباد فرخندہ بنیاد کی کل مطبوعات بھی مکتبہ سے طلب فرما کر اس قدیم علمی ادبی ادارہ کی سرپرستی فرمائیے

فہرستیں مفت

مکتبہ ابراہیمیہ حیدرآباد دکن

دواخانہ عثمانیہ

کے نمبروں کے موافق عینکیں بنا کر دیجاتی ہیں فریم دکرد کس گلاس بیری غیرہ ملتے ہیں

حاجی عنایت علی یوسف علی چار مینار حیدرآباد

اعظم سٹیم پریس چار مینار میں طبع ہو کر باہتمام سید حسین (عثمانیہ) دفتر مملکت سابق توپ سے شائع ہوا۔